جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان

ماہنامہ

العصر پشاور

پاکستان

مدیر مسئول: مفتی غلام الرحمن

اپریل ۱۹۹۶ء ذی القعدہ ۱۴۱۶ھ

جامعہ عثمانیہ نوتھیہ روڈ پشاور پاکستان

Scanned with CamScanner

العصر اور آپ کی ذمہ داری؟

• جن حضرات کی رکنیت کا ایک سال پورا ہو رہا ہے۔ ان سے درخواست ہے کہ نئے سال کے لئے اپنا چندہ مبلغ ۶۰/- (ساٹھ روپے) سالانہ مقامی نمائندگان کے ذریعہ یا بذریعہ منی آرڈر دفتر ماہنامہ "العصر" کو بھیج دیں۔ تاکہ اس کمر توڑ مہنگائی، ناموافق فضا اور ابتدائی حالات کے ہوتے ہوئے "العصر" اپنا خوشگوار سفر جاری و ساری رکھ سکے۔

چندہ کے اختتام پر اطلاع دینے کے باوجود کسی رکن کی طرف سے زر تعاون موصول نہ ہونے پر وی پی بھیجا جائے گا۔ جس کا وصول کرنا رکن کا اخلاقی اور مذہبی فریضہ ہے۔

• ادارۃ "العصر" کے نمائندگان حضرات

- مولانا فصیح الرحمٰن کراچی
- خان بادشاہ چراٹ سیمنٹ فیکٹری
- مولانا ظہیر الدین۔ راولپنڈی
- حاجی غنی الرحمٰن۔ مردان
- مفتی محمد سہیل۔ سوات
- ضیاء الرحمٰن۔ جہانگیرہ۔ صوابی
- مفتی ارشاد احمد مرغز۔ ٹوپی
- لیاقت علی کالونی سرحد ملز امان گڑھ
- مولانا خلیل اللہ حقانی الائی بٹگرام
- مولانا محمد رحمٰن۔ ملاکرم ایجنسی۔
- قاری محمد سلیمان ٹیکسلا
- حمید خان و ظاہر شاہ۔ پی۔ ٹی۔ سی اکوڑہ خٹک
- مولانا شاد علی ادگی مانسہرہ
- مفتی دلبر شاہ۔ بنیر۔ سوات
- مفتی عبدالرحمٰن لنڈی کوتل خیبر ایجنسی
- مفتی مختار اللہ دوبندی جہانگیرہ نوشہرہ
- شاہ نواز۔ ہری پور
- قاضی محمد طیب۔ چارسدہ
- مولانا خواجہ عبدالماجد صدیقی، خانیوال

Scanned with CamScanner

جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان ماہنامہ

العصر پشاور

جلد ۲ ۔ شمارہ ۲

مجلسِ ادارت

سرپرست: شیخ الحدیث مولانا سید شیر علی شاہ

نائب مدیر: مولانا ذاکر حسن نعمانی
پی ایچ ڈی مدینہ منورہ

مدیر مسئول: مفتی غلام الرحمٰن

ناظم: قاری ہدایت الرحمٰن

بدلِ اشتراک
فی پرچہ ۷/- روپے
سالانہ اندرونِ ملک ۷۰/- روپے
بیرونِ ملک ۱۰ ڈالر

رابطہ
فون دفتر:- ۰۵۲۱-۲۷۲۵۶۱
رہائش:- ۰۵۲۲۹-۷۶۱

خط وکتابت
ماہنامہ "العصر" پوسٹ بکس ۱۲۰۹
جامعہ عثمانیہ پشاور کینٹ پاکستان

ترسیلِ زر
بمد ماہنامہ العصر اکاؤنٹ نمبر ۷۸۸
حبیب بینک سنہری مسجد روڈ برانچ پشاور صدر

فہرستِ مضامین

طاؤس رباب آخر	مدیر مسئول	۲
وراثت میں یتیم پوتے کا حق	مفتی غلام الرحمان	۵
مسلمانوں کی دل آزاری کی ناپاک جسارت	تنویر قیصر شاہد	۹
قرآن فہمی کی ضرورت	ادارہ	۱۴
بنام والدین	ڈاکٹر وسیم اختر	۱۶
رسول کریمؐ کا انداز گفتگو	ادارہ	۲۶
موجودہ نظام ٹیکسیشن کا تنقیدی جائزہ	مفتی ذاکر حسن	۲۷
شرک کی حقیقت اور اس کی اقسام	ڈاکٹر محمد عمر	۳۵

طاؤس و رباب آخر

1996ء کے ورلڈ کپ (World Cup) میں پاکستان ہندوستان سے ذلت آمیز شکست کھا
ہوئے مقابلہ کے آخری میدان سے محروم رہا۔ مقابلہ میں کھلاڑی اگر جیت کی امید لیکر شریک
ہوتا ہے تو شکست اٹھانے کے لئے بھی ذہنی طور پر تیار رہنا پڑتا ہے اس لئے کامیابی کی خوشی
کی طرح ناکامی کا غم بھی قابل تحمل متصور ہوتا ہے۔ لیکن ہندوستان کے مقابلہ میں پاکستان
شکست کا معاملہ کچھ اور تھا۔ لوگوں کے تاثرات سے اندازہ ہوتا ہے۔ کہ قوم کے لئے
صدمہ سقوط ڈھاکہ سے کم نہ رہا۔ اگرچہ آخری مواقع میں سری لنکا کی جیت سے ہندوستان
کے غرور کا سر نیچے ہوکر پاکستانیوں کا دل ٹھنڈا ہوا لیکن پھر بھی پاکستان کی شکست کا تجزیہ
پورے ملک کا موضوع سخن ہے۔

کچھ لوگ مادہ پرستی اور رشوت خوری کے آئینہ میں اس کا تجزیہ کرتے ہوئے کھلاڑیوں پر
بھاری رشوت لینے اور سٹہ بازی کا الزام لگا رہے ہیں۔ شاید یہ جذبات کا رد عمل ہو۔ ورنہ کسی
ذی شعور سے یہ توقع نہیں کہ وہ قلیل مادی منفعت کے لئے بین الاقوامی میدان میں اپنی اور
ملک و قوم کی عزت داؤ پر لگا دے۔ اگر ہارنے کے لئے رشوت کی رقم ملتی ہے۔ تو جیت کی
صورت میں ان سے کئے ہوئے وعدے کے منافع کئی گنا زیادہ تھے۔ پھر بھی رشوت کو ترجیح دینا
قابل فہم ہے۔

ملک کے سنجیدہ طبقہ کی عدالت میں شکست و ناکامی کی ذمہ داری کھلاڑیوں کے بجائے ملک کے
ارباب اختیار پر ڈالی جارہی ہے۔ احوال اور واقعات کی روشنی میں یہ موقف زیادہ مضبوط
معلوم ہوتا ہے کیونکہ ان ایام میں ہمارے نشریاتی اداروں خصوصاً" پی ٹی وی نے جو مذموم
کردار اپنایا تھا۔ اس سے پوری قوم نالاں تھی۔ نسوانی حکومت نے جب سے پی ٹی وی کا زمام
اختیار ہم صنف ہاتوں کے حوالہ کرکے بزعم خویش قوم کو ترقی یافتہ تہذیب و ثقافت سے
متعارف کرنے کا عزم کیا ہے تو قوم اس پر صدائے احتجاج بلند کر رہی ہے۔ لیکن روشن خیال
لوگوں نے اس کو دقیانوسی کا نام دیکر درخوراعتنا نہیں سمجھا آخر کار نوبت یہاں تک پہنچی کہ

Scanned with CamScanner

ٹیلی ویژن نے بے حیائی اور بے دینی کے وہ وارے نیارے کئے کہ ہندی ثقافت کی ترجمان سونیا گاندھی کو یہ اقرار کرنا پڑا۔ کہ بھارتی کلچر پاکستان کی نئی نسل پر پوری طرح چھا گیا ہے اور پی ٹی وی ہماری نقالی کرنے پر مجبور ہو چکا ہے۔ وزیراعظم کے دورہ امریکہ کے موقعہ پر ثقافتی شو کے نام سے جو کردار اپنایا گیا تھا۔ قومی اور مذہبی غیرت سے منافی ہونے کی وجہ سے کسی ایسے شخص نے اس کو مستحسن نہیں سمجھا جس کا ضمیر زندہ ہو۔ اور ابھی ورلڈ کپ کے موقعہ پر اخباری بیانات کے حوالہ سے جو جس فحاشی کا مظاہرہ کیا گیا ہے وہ پوری قوم کے ماتھے پر بدنما داغ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر گھر سے صدائے احتجاج بلند ہو رہی ہے۔ وہ لوگ بھی اب مخالفت میں دلائل دے رہے ہیں۔ جو کل تک جدید ثقافت کے ترجمان بنے ہوئے تھے۔

ہم مسلمان اپنا علیحدہ تشخص رکھتے ہیں۔ شجاعت و بہادری' حیاء اور عزت سے معمور ثقافت ہمارا قدیم ورثہ ہے جس پر ہم پوری دنیا کے سامنے فخر کرتے ہیں یہی اسلامی ثقافت ہماری ترقی اور عروج کا ضامن ہے۔ اس سے ہم کرہ ارض پر زندہ ہیں۔ اور ہمارے ملک خداداد کی تخلیق میں بنیادی کردار اس ثقافت و تہذیب کا رہا۔ اس کے باوجود بے حیائی اور عریانیت کو اپنا کلچر تسلیم کرنا نظریہ پاکستان سے غداری کے مترادف ہے۔ ہندوستان اور دیگر غیر مسلم ممالک یا دشمنان اسلام کے مقابلہ کے لئے کئی میدان ہیں۔ بدقسمتی سے ہمارے ارباب اختیار نے دشمن سے مقابلہ کے لئے صرف بے حیائی کا میدان منتخب کیا ہے۔

کاش !! ہم زرعی میدان میں ہندوستان کا مقابلہ کرتے تو ہمیں آلو اور پیاز منگوانے کی ضرورت نہ پڑتی۔ اگر جنگی تدابیر کا میدان مقابلہ کے لئے خاص کرتے تو آج امریکہ کا دست نگر بنکر رسواکن مرحلہ سے نہ گزرتے۔ اگر ہم صنعتی میدان میں مقابلہ کے لئے اترتے تو آج ہم بیسویں صدی میں صنعتی انقلاب لانے کی پوزیشن میں ہوتے۔ بدقسمتی سے ہمیں ہندوستان سے مقابلہ کا صرف ایک میدان نظر آیا۔ کہ بے حیائی اور فحاشی میں ہم ایسا مقام پیدا کریں کہ لوگ ہندوستان کو بھول جائیں شاید اس میدان میں کامیابی کا نتیجہ صرف حوصلہ افزا نہیں بلکہ قابل اطمینان ہے۔ لیکن یاد رکھنا چاہئے۔ یہ ہمارا میدان نہیں ہمارے گھوڑ دوڑ کے مواقع کچھ اور ہیں۔ جن سے ہم ناواقف ہیں۔ تاریخ گذشتہ داستانیں دھرا رہی ہے۔ کاش ہم اس سے سبق سیکھیں۔ اور اپنی اسلامی ثقافت کو مضبوطی سے تھام لیں۔ ورنہ تاریخ اس کی گواہ ہے۔ کہ جو لوگ اس کے اسباق کو صحیح طریقہ سے نہیں بھانپتے تاریخ یا اس کو بھلا دیتی ہے۔ اور یا

Scanned with CamScanner

آئندہ نسل کے لئے ضرب المثل بنا کر چھوڑ دیتی ہے۔
اگر آج ہم ورلڈ کپ سے ٹی وی کے غیر ذمہ دارانہ کردار کی وجہ سے ہاتھ دھو بیٹھے
اس نحوست کی بدولت خدانخواستہ ہم ملک سے بھی محروم ہو سکتے ہیں۔ جبکہ نوجوان
وی کی وجہ سے بے دینی کی لہروں میں ایسی پھنسی ہوئی ہے کہ کہیں عافیت کی ساحل
ان کے لئے ناممکن ہے۔ ارباب اختیار کو چاہئے کہ ہوش کے ناخن لیں اور آج ہی سے
و قوم کی اصلاح کی فکر کے لئے عملی قدم اٹھائیں ورنہ اپنی غلطیوں پہ محض افسوس اور
سے کچھ نہیں بنتا۔ والعصر ان الانسان لفی خسر

[illegible] الرحمٰن [illegible]

۲۸ / ۱۱ / ۱۴۲۲ھ

ہر قسم چپس خریدنے کے لئے
باِعتماد فیکٹری
مساجد اور دینی مدارس کے لئے
خصوصی رعایت
شریف اینڈ کو سٹون چپس فیکٹری جی ٹی روڈ تحصیل و ضلع نوشہرہ جہانگیرہ

وراثت میں یتیم پوتے کا حق

دارالافتاء مفتی غلام الرحمن

سوال :۔ زید باپ کی زندگی میں وفات ہوگیا۔ مرحوم کی پسماندہ جائیداد کی تقسیم میں اولاد کی طرح باپ کو بھی حصہ دیا گیا؟

ابھی زید کے باپ بکر کا جب انتقال ہوا۔ تو زید کی اولاد کو میراث میں حصہ نہیں دیا جاتا۔ زید کے بھائی یہ دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ بکر کی جائیداد ہمارا حق ہے۔ ہم صلبی اولاد ہونے کی وجہ سے زیادہ قریب ہیں۔ اس لئے یتیم پوتوں کو میراث سے محروم رکھا گیا ہے۔ اس مسئلہ کو مدنظر رکھتے ہوئے چند سوالات کا جواب درکار ہے۔

(1) کیا زید کی نرینہ اولاد کی موجودگی زید کے والد کو حصہ مل سکتا ہے۔

(2) زید کے باپ کے جائیداد میں بیٹوں کی موجودگی میں پوتوں کو حق مل سکتا ہے یا نہیں۔

(3) اگر پوتے قانونی ذرائع اختیار کرکے کسی حصہ دلوانے میں کامیابی حاصل کریں۔ جس پر زید کے بھائی راضی نہ ہوں کیا شرعاء پوتوں کے لئے ایسے ذرائع پر حاصل کئے ہوئے حق کا استعمال جائز ہے یا نہیں۔

نعمت اللہ پیپی نوشہرہ

الجواب و باللہ التوفیق

بیٹے کی جائیداد و متروکہ میں والد کا استحقاق ناقابل انکار حقیقت ہے باپ ان ورثاء میں ہے۔ جس کو (موانع ارث کے علاوہ) اولاد کی میراث میں محرومی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ کم ہو یا زیادہ، لیکن کچھ نہ کچھ ضرور ملتا ہے۔ اس لئے صورت مذکورہ میں جب میت کی نرینہ اولاد موجود ہوں۔ تو میت کی جائیداد متروکہ میں حقوق متقدمہ علی الارث کے بعد تمام جائیداد کا سدس یعنی 1/6 حصہ باپ کو دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ولا بویہ لکل واحد منھما السدس مما ترک ان کان لہ ولد = النساء /11

یعنی اگر میت کی اولاد نہ ہوں۔ تو والدین میں سے ہر ایک کو جائیداد متروکہ میں سدس یعنی 1/6 حصہ دیا جائے گا۔ تاہم والد کو اپنے حصہ میں قبض کے بعد یا اس سے قبل حصہ رسدگی

میں بالکل تصرفات کا حق حاصل ہے اگر پوتوں کی قابل رحم حالت کو دیکھتے ہوئے اپنی
میں کسی حق پہنچنے سے دست برداری کا اعلان کرے۔ اور اپنا حصہ بھی پوتوں کو
کو یہ حق حاصل ہے اس کی زندگی یا موت کے بعد کسی وارث کو اس پر اعتراض کرنے
حاصل نہیں۔

جہاں تک بیٹوں کی موجودگی میں دادا کی میراث میں پوتوں کے استحقاق کا مسئلہ ہے
رو سے شرع ایسی صورت میں دادا کی جائیداد میں پوتوں کو حق حاصل نہیں۔ باپ کی
جائیداد بیٹوں میں تقسیم ہوگی۔ پوتے اندریں صورت حق وراثت سے محروم رہیں گے۔
اسلام کے نظام تقسیم دولت میں میراث کے دفعات میں غربت اور مالداری منظور نظر نہیں
ہوتی۔ اور نہ اس عارضی حالت کی وجہ سے کسی حقدار یا کسی کو میراث سے محروم کیا جاتا
درجات میں استحقاق کے لئے قرب و بعد کا معیار قائم ہے۔ فقہ کی کتابوں میں ایک قاعدہ ہے
جو عموماً ان حالات میں بروئے کار لایا جاسکتا ہے کہ "القربی تحجب البعدی" یعنی
قریب وارث کی موجودگی میں دور کا وارث میراث کا حقدار نہیں رہتا۔ جسطرح باپ کی
موجودگی میں دادا، بھائی کی موجودگی میں بھتیجا اور چچا کی موجودگی میں چچازاد بھائی کو حق نہیں
ملتا۔ ایسا ہی بیٹے کی موجودگی میں پوتے بھی استحقاق میراث کے قانون پر پورا نہیں اترتے۔ فقہ
حنفی کے نامور عالم علامہ عینی نے یتیم پوتوں کی میت پر بحث کرتے ہوئے حضرت زید بن
ثابت کا فتویٰ نقل کیا ہے۔ جس کو دیگر اکابر صحابہ کی تائید حاصل تھی۔ آپ فرماتے ہیں۔

ولد الابناء بمنزلة الولد اذا لم يكن دونهم ولد ذكر هم كذكر هم
وانثاهم كانثاهم يرثون كما يرثون و يحجبون كما يحجبون ولا
يرث ولد الابن مع الابن

عینی شرح بخاری ج 23/ 238 بحوالہ جواہر الفقہ

بیٹوں کی عدم موجودگی میں ان کی اولاد ان کے مانند رہیں گے۔ مذکر کو مذکر کی طرح اور مونث
کو مونث کی طرح حصہ دیا جائے گا استحقاق ارث اور محرومی دونوں کا حکم ایک ہے۔ جبکہ بیٹے
کی موجودگی میں پوتے کو میراث نہیں ملتی۔
امام بخاری نے اس کا احساس کرکے مستقل عنوان اس کے لئے باندھا ہے فرماتے ہیں "باب
میراث ابن الابن اذالم یکن ابن" بعض ناعاقبت اندیش لوگ چند مخصوص فوائد کو

رکھتے ہوئے اسلام کے عادلانہ قانون پر اعتراض کرتے ہیں۔ کہ دادا کی میراث میں بالغ
ینی یتیم پوتے کو میراث سے محروم کرنا انصاف کے تقاضے پورا نہیں کرتا۔ اس لئے کچھ
مہ منکرین اجتہاد کا نام استعمال کر کے اسلام کے قانون کا حلیہ بگاڑتے ہیں۔ اور جدت
کے شوق میں کئی اسلامی اقدار سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں جسکا نتیجہ آخر کار گمراہی رہتی

ذیرہ کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ بیٹے کی موجودگی میں پوتے کا میراث
محروم کرنا کوئی اختلافی مسئلہ نہیں۔ بلکہ تمام امت کا اس پر اتفاق ہے۔ اس میں کوئی شک
ر یتیم کی حالت قابل رحم ہوتی ہے قرآن و حدیث بار بار یتیموں سے حسن سلوک کی
ب دیتا ہے۔ قرآن مسلمان سے یتیموں کے ساتھ ایسے حسن سلوک و برتاؤ کا توقع رکھتا
جو سلوک خود انسان کو اپنی اولاد سے گوارہ ہو۔

یخش الذین لوترکوامن خلفهم ذرية ضعافا خافوا عليهم

ساء/9

یسے لوگوں کو ڈرنا چاہئے۔ کہ اگر اپنے بعد چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ کر مرجاویں۔ تو
بچوں کی ان لوگوں کو فکر ہو۔ کہ دیکھئے ان کو کوئی آزار نہ دے۔ تو ایسا ہی دوسرے کے
ں کے لئے بھی خیال رکھنا چاہئے۔ کہ ہم ان کو آزار نہ دے۔ مسلمان معاشرہ کے یتیموں
وہی سلوک کرے۔ جس کو کل خود بھی برداشت کرسکے۔ لیکن یہ سبب صرف یتیم پوتے
موجود نہیں۔ بلکہ یہی حالت یتیم بھتیجوں، یتیم چچازاد بھائیوں میں بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ کیا
زاد یتیم بچہ کی قابل رحم حالت کی وجہ سے چچا کو محروم کیا جاسکتا ہے۔ یا نہیں جواب یقیناً
میں ہے۔ بلکہ معاشرے کے یتیم اور غرباء کو مد نظر رکھتے ہوئے پھر تو کسی مالدار کو میراث
ں دینا چاہئے۔ حالانکہ کوئی ذی شعور شخص اس کے حق میں نہیں اور نہ کوئی قانون اس کی
ت دیتا ہے۔

بچوں سے حسن سلوک کے کئی مواقع ہیں۔ دادا اگر اپنی زندگی میں حالت صحت و بقاء
ش و حواس میں کوئی ایسا اقدام کرے۔ جس سے یتیموں کی حالت کی اصلاح ہو سکے۔ شرعاً
اقدامات نافذ رہیں گے ایسا ہی ورثاء اگر طیب خاطر سے یتیموں کو کچھ حصے دے دے۔ تو یہ
اقدام قابل تحسین ہے لیکن استحقاق کی وجہ سے یتیم پوتے کو حصہ دلانا مشکل ہے۔

حق وراثت چونکہ اضطراری حق ہے اس کے ذریعہ انسان کی ملکیت خود بخود آگئی ہے
دیگر ورثاء کی اجازت کے بغیر جبر و اکراہ سے یا کسی ذرائع کا سہارا لے کر ان
یتیموں کو کچھ حق دلایا جائے۔ تو وہ دوسرے کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے کے مترادف
تک اس کی ملکیت میں شرعی ورثاء کی رضامندی شامل نہ ہو۔ تو غاصبانہ اقدام تصور

فقہی کانفرنس کا انعقاد

المرکز الاسلامی بنوں کے زیر اہتمام ۱۷۔۱۸ اپریل ۱۹۹۶ء کو بروز بدھ جمعرات ایک جامع فقہی کانفرنس منعقد ہو رہا ہے جس میں جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی سمیت ملک بھر کے جید علماء و فقہاء وکلاء اور ہر طبقہ زندگی کے دانش وروں اور یونیورسٹیوں کے اساتذہ شرکت کریں گے

اس کانفرنس میں جدید دور کے مسائل کے شرعی حل کے بارے میں علمی مقالات پڑھے جائیں گے کانفرنس کے بارے میں مزید معلومات کے لیے المرکز الاسلامی واقع ڈیرہ روڈ بنوں رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے

صیب علی شاہ
مہتمم المرکز الاسلامی بنوں
فون : 0928-610466
فیکس : 0928-3202

مسلمانوں کی دل آزاری کی ناپاک جسارت

قیصر شاہ
نیویارک

روزنامہ "نوائے وقت" نے بیس مارچ 1996ء بروز بدھ اپنے ایک شذرے میں لکھا ہے۔ "ریول پبلشنگ لمیٹڈ گریفن ہاؤس 161 ہیمر سمتھ روڈ لنڈن کے زیر اہتمام شائع ہونے والے نیو جوائے نولج انسائیکلو پیڈیا کی چوبیسویں جلد میں صفحہ 1406 پر اسلام کے بارے میں درج باب میں حضور اکرمؐ اور صحابہ کرامؓ کی فرضی شبیہ شائع کی گئی ہے جو اسلامیان عالم کی دل آزاری کا باعث ہے۔ برطانیہ میں شائع ہونے والے انسائیکلو پیڈیا میں رسول اکرمؐ اور صحابہ کرامؓ کی فرضی شبیہہ شائع کرکے عالم اسلام کو مشتعل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس پبلشنگ ادارے کی اس ناپاک جسارت پر حکومت پاکستان کو فوری قدم اٹھانا چاہئے اور برطانوی حکومت سے مطالبہ کرنا چاہئے کہ وہ اس ادارے کی دل آزار انسائیکلو پیڈیا کی تمام متعلقہ جلدیں ضبط کرے اور آئندہ کے لئے بھی اس بات کی ضمانت مہیا کی جائے کہ برطانیہ کے اسلام دشمن ادارے ایسے ناپاک جسارت نہ کریں کہ جس سے مسلمان مشتعل ہوکر بزور طاقت اسلام دشمنی کی کوششوں کو روکنے پر مجبور ہو جائیں"۔

دین موسوی اور دین عیسوی کے ماننے والوں کی صدیوں سے یہ کوشش اور خواہش رہی کہ وہ کسی طرح اسلام اور اسلامیان عالم کو زک پہنچا سکتے ہیں اور کن کن ہتھکنڈوں کو بروئے کار لاکر وہ مسلمانوں کی دل آزاری کا باعث بن سکتے ہیں۔ اس قابل مذمت خواہش کو عملی جامہ پہنانے کے لئے وہ کبھی براہ راست مسلمانوں کی فکری اور روحانی دنیا پر حملہ آور ہوتے ہیں اور کبھی پردے کے پیچھے بیٹھ کر، ایک ہدایت کار کی شکل میں، اپنے چیلوں چانٹوں کو مختلف ترغیبات کے تحت اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ جدید دنیا میں، جبکہ سائنسی تکنیکی علوم و فنون انہی نصرانی اور یہودی اقوام کے ہاتھ میں ہیں، ان کے ہتھکنڈے مختلف شکلوں میں سامنے آرہے ہیں۔ مجھے معروف دانش ور سید سبط الحسن ضیغم کے ساتھ نیویارک سے بذریعہ فون اسی موضوع پر بات چیت کرنے کا اعزاز حاصل ہوا تو انہوں نے کہا کہ مغربی اقوام نے یہ راز پالیا ہے کہ انہیں اپنی حریف جس کسی بھی قوم کو برباد کرنا

ہو' اسے شکست دینی ہو تو وہ سب سے پہلے اس قوم کے دینی' روحانی اور فکری راہن
نشانہ بناتی ہیں تاکہ مقابلے پر کمزی قوم کو اس کے سب سے بڑے سرمائے سے محروم
جائے۔ "نوائے وقت" نے اپنے جس شذرے میں برطانیہ انسائیکلو پیڈیا کا ذکر کیا ہے
ایسی ہی ناپاک نیت کا شاخسانہ ہے۔

مذکورہ بالا شذرے کی اشاعت کے چند روز بعد مجھے نیویارک کے سب سے بڑے کتابوں
سٹور "بارنس اینڈ نوبل" جانے کا اتفاق ہوا جہاں دنیا بھر میں شائع ہونے والی نئی کتابوں (
کی پہلی سہ ماہی کے دوران) کی نمائش کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اس نمائش کے مذہبی سیکشن میں
کے مختلف مذاہب اور ادیان کے بارے میں نئی تحقیقی کتابیں رکھی گئی تھیں۔ اسلام پر بھی
کتابیں نظر آئیں جن میں ایک بڑے سائز کی کتاب نمایاں طور پر سجائی گئی تھی۔ یہ تقا
ادیان کے موضوع پر تھی اور اس کتاب کا نام تھا "دی السٹریٹڈ ورلڈز ریلجز' اے گائیڈ ٹو
آور روزڈم ٹریڈیشن"!! اور اس کے مصنف کا نام ہوسٹن اسمتھ درج تھا۔ اس کتاب میں
ہندو ازم' بدھ مت' کنفیوشینز' تاؤازم' اسلام' یہودیت' اور نصرانیت کا تعارف اور
بعد ازاں مباحث شامل کئے گئے ہیں۔ اڑھائی سو سے زائد صفحات پر مشتمل اس مہنگی کتاب
کو میں نے بڑے شوق سے خریدا۔ خیال تھا کہ دنیا کے تین بڑے مذاہب (اسلام' نصرانیت
اور یہودیت) کے علاوہ رواں لمحوں میں جتنے بھی بقیہ مذاہب رواجی طور پر جاری ہیں' ان کا
مطالعہ کرنے کو ملے گا۔ گھر آکر مذکورہ کتاب کا مطالعہ کرنے کے لئے اسلام پر مبنی باب کو کھولا
تو شدید کوفت اور دکھ ہوا اور سچی بات یہ ہے کہ ذہنی صدمہ پہنچا۔ اسلام پر مبنی باب صفحہ 145
سے 178 تک محیط ہے۔ جگہ جگہ اسلام کے بارے میں رنگین قلمی تصویریں شائع کی گئی ہیں۔
ان تصویروں میں پیغمبر آخر الزمان نبی کریمؐ کی پانچ فرضی شبیہیں بھی شامل کی گئی ہیں۔ ان
فرضی شبیہوں میں حضور نبی کریمؐ پیدائش کے بعد اپنی والدہ محترمہ کی گود میں' غار حرا میں
حضرت جبرائیل علیہ السلام کے سامنے' خانہ کعبہ کے سامنے صحابہ کرامؓ کو تبلیغ کرتے ہوئے'
کعبہ کی تعمیر نو کے دوران عرب قبائل کو ایک چادر کے چاروں کونے پکڑا کر اور خود حجر اسود
چادر کے درمیان رکھتے ہوئے اور معراج شریف کی رات براق پر سوار آسمان کی طرف پرواز
کرتے ہوئے دکھائے گئے ہیں۔

س کتاب کا مصنف ہوسٹن اسمتھ امریکہ میں مذہبی تاریخ کا نامور عالم گردانا جاتا ہے۔ اسے

Scanned with CamScanner

اور ... اذہان پر اشاعتی سمجھا جاتا ہے وہ ماضی میں واشنگٹن یونیورسٹی
اور سائنس ایوز یونیورسٹی میں پڑھا چکا ہے آجکل وہ بروک کالج (سٹی یونیورسٹی) یونیورسٹی
ہے۔ چند برس قبل اس نے یہی کتاب بغیر تصویروں کے شائع کی تھی۔ اگرچہ اس
(کتاب کے بلیپ کے مطابق) اسے خاصی مقبولیت ملی اور اس کی ۷۵ لاکھ کاپیاں
نکل گئیں مگر اس بار مغرب اور امریکہ نے اپنے اصل خبث باطن کا مظاہرہ کرتے
مسلمانوں کے ذہنوں اور روحوں کو چوکے دینے اور زک پہنچانے کے لئے یہ مکروہ
ہے کہ دانستہ نبی کریمؐ کی فرضی رنگین تشبیہیں شائع کی گئی ہیں۔ میں نے یہ کتاب
میں بروئے کار پاکستانی، بنگلہ دیشی، عربی کمیونٹی کی مساجد کے اماموں اور خطیبوں کو
ان سے گزارش کی کہ وہ اپنے خطبوں میں لوگوں کو اس سے آگاہ کریں اور کوشش
کہ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا میں اس کے خلاف احتجاج کریں اور ساتھ ہی اس امریکی
کے خلاف قانونی چارہ جوئی کریں جس نے یہ کتاب شائع کی ہے مگر افسوس کہ کسی عالم
امام نے اس ضمن میں حامی نہ بھری۔ صرف کف افسوس مل کر رہ گئے۔

اور مغربی ممالک کی اخلاقیات، اسلامی اقدار اور روایات سے شدید ٹکراؤ رکھتی ہیں۔
کہا جائے کہ اسلامی ممالک کی اخلاقیات کے مقابلے میں مغرب بے حیا، بے شرم اور
سے عاری ہے تو شاید یہ کہنا بے جا نہ ہو، مغرب کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ
کے پیغمبر اور خاتم نبوتؐ کے بارے میں ایسی زبان استعمال کی جائے جو اہل اسلام کو
طور پر تکلیف پہنچا سکے۔ یہ سلسلہ مستشرقین نے اپنی نام نہاد تحقیق کے پردے میں
مدت سے جاری رکھا۔ خوش قسمتی سے مستشرقین کا دندان شکن جواب دینے کے لئے
علی، سرسید احمد خان، شبلی نعمانی ایسے صاحبان ایمان اور صاحبان علم موجود تھے جنہوں
نے علم، ایمان اور دلیل کی طاقت سے بدباطن مغربیوں کا جواب دیا مگر جدید دور میں
کرنے والے (یہ کیسی بد قسمتی ہے!) مسلمان اور علماء تو ان گنت ہیں مگر دلیل اور تحقیق
میدان میں کوئی بھی سرفروش سامنے نہیں آسکا۔ ۱۹۹۴ء میں امریکہ کے ایک اشاعتی
"لٹل براؤن" نے جین گڈون نامی ایک صحافیہ کی کتاب شائع کی جسے "پرائس
آف آنر" کا عنوان دیا گیا۔ مصنفہ جین گڈون نے پاکستان سمیت مشرق اوسط کے تمام ممالک
میں قیام کے دوران یہ کتاب لکھی جس میں اس نے لکھا ہے کہ مسلمان خواتین کے

اصول کے بارے میں اسلامی اقدار، شریعت اسلامیہ اور قرآن و حدیث کا مذاق [illegible]
اس کتاب کے صفحہ [illegible] پر اس نے قرآن شریف کا مذاق اڑاتے ہوئے [illegible]
کرتے ہوئے لکھا ہے کہ قرآن تضادات کا مجموعہ ہے (نعوذ باللہ) اس کے لئے وہ [illegible]
حوالے دیتی ہے کہ قرآن ایک جگہ عورت کو حکم دیتا ہے کہ وہ اپنے بچے کو دو [illegible]
[illegible] پلائے اور دوسری جگہ حکم دیتا ہے کہ عورت پر لازم ہے کہ وہ تین مہینے تک [illegible]
[illegible] پلائے۔ اس طرح کی بے ہودگی اور اخلاق سے عاری گفتگو کر کے کیا مسلمان دنیا کے [illegible]
افراد اس بات پر [illegible] ڈالنے کی جسارت کر رہے ہیں کہ انجیل کو کئی مرتبہ تبدیل [illegible]
ہے؟ اگرچہ قرآن کی حفاظت کا ذمہ خدا نے اپنے ذمے لے رکھا ہے مگر اہل اسلام [illegible]
کا فرض ہے کہ وہ بھی آگے بڑھ کر [illegible] ایسے قابل مذمت افراد کی [illegible]
[illegible] کریں۔

حضور نبی کریم ﷺ سے محبت اور اتباع رسول ﷺ مسلمان کا سب سے بڑا سرمایہ ہے۔ یہی اصل [illegible]
اور سرمایہ جان ہے۔ ایک مسلمان عملی اعتبار سے خواہ کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو مگر [illegible]
عملی اور تعلیمات اسلام پر عمل نہ کرنے کے باوجود وہ کبھی یہ برداشت نہیں کرے گا [illegible]
شخص، گروہ یا ادارہ اس کے محبوب رسول ﷺ کے خلاف زبان درازی کرے۔ عاشق مصطفیٰ [illegible]
اس جذبے نے تاریخ اسلام میں ان گنت قربانیوں کو رقم کیا ہے۔ مغرب اور اسلام [illegible]
مخالفین، ادارے اور افراد بھی مسلمانوں کی اس وابستگی سے آگاہ ہیں۔ اس لئے ان کی [illegible]
ہے کہ اس جذبے پر کاری ضرب لگائی جائے تاکہ مزاحمت کی اصل کا خاتمہ کیا جا سکے۔
[illegible] ہی کا ایک شاخسانہ ہے کہ ناروے کے ایک اور [illegible] ادارے "اینکر بکس"
نے [illegible] کی تھی۔ جس میں ایک کتاب شائع کی ہے کہ جو سلمان رشدی کے ناول "شیطانی
آیات" کی طرح براہ راست حضور نبی کریم ﷺ کے حرم شریف یعنی امہات المومنین پر حملہ آور [illegible]
ہے۔ اس کی کتاب کا نام ہے "[illegible]" اس کی مصنفہ کا نام [illegible]
ہے جو [illegible] امریکہ کے [illegible] "[illegible]" [illegible]
[illegible] ہے اس کتاب کا چوتھا باب "[illegible]" ہے جو صفحہ ۳۳ سے لے کر
[illegible] تک پھیلا ہوا ہے۔ اس باب میں حضرت [illegible] حضرت [illegible] حضرت [illegible]

حضرت عائشہؓ جب نبی کریم ﷺ کے ازواج میں آئیں ان لمحوں کو بنیاد بنا کر
رشدی نے جو زبان استعمال کی ہے وہ کسی بھی مسلمان کو مشتعل کرنے کے
حضرت عائشہؓ اور حضرت فاطمہؓ کے باہمی تعلقات اور حضرت عائشہؓ پر جب
اور یہودیوں نے الزام لگایا (جس کی بعد میں قرآن میں حضرت عائشہؓ کی برات ظاہر کر
اس قصے کی بنیاد پر مصنف نے جس طرح حضرت علیؓ کو پیش کیا ہے وہ انتہائی قابل
اور قابل نفرین ہے اسی باب میں حضورؐ کی مثالانہ زندگی پر بھی رکیک حملے کیے گئے

اور حضورؐ سے مغرب اور یہودیوں اور عیسائیوں کی مخاصمت اور دشمنی ہی کا یہ ثبوت ہے کہ برطانیہ کا سلمان رشدی اور الور شیخ، بنگلہ دیش کی ڈاکٹر تسلیمہ نسرین، مصر کا نجیب محفوظ اور فواد فوادا اور مراکش کا احمد غسان اسلام اور رسولؐ کی شان میں گستاخی کرتے ہیں تو یہ لوگ مغرب کے نزدیک محبوب قرار پاتے ہیں۔ جس عمل سے مسلمان کا دل دکھے، وہ مسیحی اور یہودی دنیا کے لئے قابل تعریف اور قابل کشش ہے۔ سلمان رشدی نے "شیطانی آیات" نامی ناول لکھ کر سارے عالم اسلام کا دل دکھایا تو مغرب اور امریکہ نے خوشی کی تالیاں بجائیں۔ اور جب ایک اسلامی ملک (ایران) نے حرمت رسولؐ کے جذبے سے سرشار ہو کر شیطان رشدی کے قتل کا فتویٰ صادر کیا تو پوری عیسائی اور یہودی دنیا اس کے دفاع اور بچاؤ کے لئے خم ٹھونک کر میدان میں آگئی اور اپنے اس عمل بد کو ان ممالک نے "انسانی حقوق" اور "تحریر و تقریر کی آزادی" کی پاسداری کا نام دیا۔ اگرچہ یہ افسوس کے ساتھ تاریخ میں بات لکھی جائے گی کہ جب ایران سلمان رشدی کے خبث باطن کے خلاف ساری دنیا کے ساتھ برسر پیکار تھا، اس وقت کوئی بھی اسلامی ملک اس کی حمایت کو آگے نہ بڑھا۔ راقم کو یہ آرٹیکل لکھنے کے دوران اٹلانٹا (امریکی ریاست جارجیا کا دارالحکومت) سے شائع ہونے والے ادبی جریدے "ہارپر" کو دیکھنے کا بھی موقع ملا۔ اس کے اپریل 1996ء کے شمارے میں سلمان رشدی کا تازہ ترین انٹرویو شائع ہوا ہے۔ یہ انٹرویو دراصل امریکہ کے غلیظ رسالے "پلے بوائے" میں شائع ہونے والے سلمان رشدی کے انٹرویو کے اقتباسات پر مشتمل ہے سلمان رشدی نے اس میں بڑے فخر کے ساتھ کہا ہے کہ "ایران اور اسلام نے میرے سر کی قیمت لگا کر کیا حاصل کر لیا ہے؟ وہی ایران جو کل تک میرے قتل

بقیہ صـ ۱۸۰

قرآن فہمی کی ضرورت

ادارہ

بلاشک قرآن ہدایت ہے اس کی رہنمائی میں زندگی گزارنا ہم اپنی بقا سمجھتے ہیں۔ مسلمان
بقدم قرآن کی رہنمائی کا محتاج ہے۔ اس لئے قرآن مجید کا سمجھنا اس کے رموز اور لط
سے آگاہی حاصل کرنا مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ قرآن فہمی کی ضرورت و اہمیت غیر مبہ
واضح حقیقت ہے جو کسی برہان و دلیل کا محتاج نہیں۔

انسان کا ظرف ذہن عقول کے تفاوت کی وجہ سے مختلف ہے۔ ہر ایک کا انداز سمجھ
دوسرے سے الگ ہے۔ ممکن ہے ایک انسان کو سمجھانے کے لئے اشارہ اور اجمال کافی
لیکن دوسرے کو سمجھانے کے لئے لمبی مباحث باریک دلائل اور بڑی بڑی تقریر کی ضرو
پڑے۔ قرآن نے فیاضی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے علوم و معارف کسی خاص طبقہ تک
نہیں رکھے۔ اور نہ اس پر کسی قابلیت رکھنے والوں کو اجارہ داری کا موقعہ دیا۔ بلکہ جس
بھی قرآن کھول کر سمجھنے کا ارادہ کیا تو۔

ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر

کی آواز آئی۔ اگر ان پڑھ اور نرے امی نے کسی عالم کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرکے ق
سیکھنے کی کوشش کی۔ تو اس کو اپنے ظرف کے مطابق وافر حصہ ملا۔ اور جہاں علوم سے بہ
عالم و فاضل شخص نے اس بحر ذخار میں موتیوں کی تلاش میں غوطہ لگایا۔ تو اس کو بھی ا
قیمتی جواہر ملے۔ جو اس نے کبھی نہ دیکھے ہوں۔ جس وقت بھی مسلمان کہیں شکوک و شبہا
کا شکار ہو۔ اس کی دولت ایمان پر شیطان ڈاکہ ڈالدے۔ تو قرآن فہمی اس کے مقابلہ کے ل
عظیم ہتھیار ہے۔

ایک صاحب نے واقعہ سنایا۔ کہ سرکاری وفد میں ایک دفعہ دیار غیر میں جانے کا اتفاق ہوا
سرکاری مہمان ہونے کی وجہ سے ہمیں پر تکلف ہوٹل میں ٹھہرایا گیا۔ ایک دن کسی
خریدنے کی نیت سے مجھے مارکیٹ جانے کا اتفاق ہوا۔ کچھ چیزیں میں نے خریدیں لیکن رقم ک
ادائیگی کے وقت دکان پر بیٹھی ہوئی خاتون نے مجھ سے دس ڈالر زیادہ وصول کئے۔ مجھے ڈا

Scanned with CamScanner

احساس نہ رہا۔ کہ کہیں مجھ سے مقررہ قیمت سے زیادہ رقم وصول کی گئی ہے چنانچہ
میں ہوٹل واپس آیا۔ اور آرام کرنے کی نیت سے چارپائی پر لیٹنے کا ارادہ کیا۔ اچانک
سی گئی۔ جب میں نے دروازہ کھولا۔ تو وہی دکان پر بیٹھی ہوئی خاتون وس ڈالر ہاتھ میں
ہوئے کھڑی تھی۔ اور مجھے کہنے لگی۔ معاف کیجئے ہم نے آپ سے یہ زیادہ رقم وصول کی
آپ اپنی رقم لیجئے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تمہیں میرے یہاں ہوٹل میں قیام کا علم
ہوا۔ کہنے لگی کہ ہم نے امیگریشن والوں سے پاکستانی وفد کے بارے میں معلومات حاصل
اور پھر۔ کیش میمو میں آپ کے نام کے حوالہ سے یہاں پہنچ گئی۔ میں نے خاتون کا شکریہ
کر کے واپس کمرے میں آیا۔

اس وقت میرے ایمان پر حملے شروع ہوئے۔ اپنے معاشرے کے حوالہ سے میں نے
مسلمانوں کے معاملات سے غیر مسلموں کے معاملات کا موازنہ کیا۔ تجارتی میدان یا معاملات
بعض غیر مسلموں کی واضح بیانی اور اپنے ہاں دھوکہ' فراڈ اور حق تلفی کو دیکھتے ہوئے
شیطان نے مذہب و عقیدہ سے نفرت آمیز وساوس میرے دل و دماغ پر پھونکنے شروع کئے۔
اس وقت میری بدحالی کی کیفیت آج تک میرے دل و دماغ پر چھائی ہوئی ہے۔ اگر میرا رب
میری دستگیری نہ فرماتے شاید مجھے گمراہی کے دشت و بیابان میں پھینکا جاتا۔ اس وقت قرآن
نے میری رہبری کی اور مجھے ایمان پر استقامت کی دولت بخشی۔ سفر پر جاتے وقت میں
نے حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کی تفسیر معارف القرآن کی دوسری جلد بریف کیس میں اس
غرض سے رکھی تھی۔ شاید مطالعہ کا موقع ملے۔ اس پریشانی کے عالم میں میں نے معارف
القرآن کی دوسری جلد اٹھائی۔ اور میری نظریں سورۃ آل عمران کی آیت 196 پر پڑ گئیں
جس میں ارشاد ہے کہ

لا یغرنک تقلب الذین کفروا فی البلاد متاع قلیل ثم ماوھم جھنم
وبئس المھاد خلاصہ تفسیر میں جب اس آیت کی یہ تشریح میں نے پڑھی۔

اے طالب حق تجھ کو ان کافروں کا کسب معاش یا تفریحات کے لئے چلنا پھرنا مغالطہ میں نہ
ڈال دے۔ یہ چند روزہ بہار ہے کیونکہ مرتے ہی اس کا نام و نشان بھی نہ رہے گا۔ اور پھر ان
کا ٹھکانا ہمیشہ کے لئے دوزخ ہوگا۔ اور وہ بری آرام گاہ ہے۔ تو اس سے میری ایمانی کیفیت
جاگ اٹھی اور تمام شکوک اس آیت کے سمجھنے سے مٹ گئے والحمدللہ علی ذلک۔

نئی نسل کے والدین کے نام

ڈاکٹر وسیم اختر
پی ایچ ڈی کینیڈا

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

یقیناً" آپ بھی ہماری طرح اس ذہنی خلفشار اور ہیجانی کیفیت کا شکار ہونگے
بنیادی وجہ ہمارے ذرائع ابلاغ عامہ کی وہ "جنگ" ہے جو اس نے ہمارے معاشرے
اسلامی نظریات قومی تصورات و روایات کو نیست و نابود کرنے کے لئے برپا کی ہوئی ہے
شب و روز ہونے والی "جنگ" عالمی کفر کی اس سازش کا ایک حصہ معلوم ہوتی ہے جس
تحت امت مسلمہ کی موجودہ اور آنے والی نسلوں کو مکمل طور پر اسلامی اقدار و تہذیب
بے گانہ اور انحطاط پذیر مغربی تہذیب کا دلدادہ بنانا ہے تاکہ اس شیطانی تہذیب کے
مسلم معاشرے میں جو کچھ قوت مدافعت باقی رہ گئی ہے اسے بھی ختم کیا جاسکے اور ہماری
در نسل کو اپنا غلام بنایا جاسکے۔ اسکا منہ بولتا ثبوت 1994ء میں اقوام متحدہ جو عالمی کفر کی
جماعت کے طور پر کام کر رہی ہے نے قاہرہ میں بہبود آبادی کے بہانے کانفرنس منعقد کر
دیا ہے جس میں ایسی سفارشات پیش کی گئی ہیں جن کا مقصد دین اسلام کی تعلیمات
مسلمانوں کی اخلاقی اقدار کو بیخ و بن سے اکھاڑ دینا ہے اور مسلمانوں میں اباحیت، جنسی آزادی
اختلاط اور کنڈوم کلچر کے ذریعے خاندانی نظام کو تباہ کرنا شامل ہے تاکہ مسلمان رہی
اسلامی تہذیب سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں۔

افسوس کی بات ہے کہ ہماری سابقہ حکومتوں کی طرح موجودہ حکومت بھی بلند بانگ
نعروں کے باوجود عالمی کفر کی اس سازش میں حصہ دار بنی ہوئی معلوم ہوتی ہے یہی وجہ ہے
اس نے ملکی ذرائع ابلاغ عامہ کی برپا کی ہوئی اس "جنگ" میں مغربی ذرائع ابلاغ کو بھی
کردار ادا کرنے کی کھلی چھٹی دے رکھی ہے اور یہ سب کچھ عالمی کفر کے سامنے "قابل
قبول" ہونے کی خواہش اور مغرب کے بینکاروں اور ساہوکاروں کو خوش کرنے کے لئے

...وب "الیکٹرانک میڈیا" و "ثقافتی ترقی" و دیگر نت نئے ناموں کے بہانے کیا جارہا ہے۔ یہ
...ی وجہ ہمارے تمام اشاعتی مواد سے لے کر ریڈیو اور ٹی وی سے نشر ہونے والے بیشتر
...وگرام مغربی تہذیب کی تشہیر میں پیش پیش ہیں۔

گلی کوچوں کی دکانوں میں بھرے ملکی و غیر ملکی رسائل و جرائد اور گھروں میں روزمرہ
پڑھے جانے والے اردو علاقائی و انگریزی زبان کے اخبارات اور ان کے خصوصی میگزین ایسے
اخلاق سوز مضامین و تبصرے، رنگین صفحات میں ماؤں بہنوں و بیٹیوں کی برہنہ اور نیم عریاں
تصاویر چھاپتے ہیں جن کا مقصد معاشرہ میں مغربی تہذیب کی آلائشوں آزاد خیالی جنسی کلچر کا
...ہر سرایت کرانا ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک مایہ ناز انگریزی اخبار کے ماہ نومبر 1992ء کے
...جمعہ میگزین میں ایک مضمون شائع ہوا تھا جس کا مقصد قارئین کو یورپ خاص طور سے ہالینڈ
کے شہر امسٹرڈیم کے عیش کدوں اور جنسی لذت گاہوں کی معلومات مع سڑکوں و گلیوں کے نام
وغیرہ فراہم کرانا تھا یہ ایسا اخبار ہے جو ہر گھر میں پڑھا جاتا ہے۔

علاوہ ازیں ہمارے سینما گھروں میں مغرب کی درآمد شدہ قتل و غارت، فحاشی، بے
حیائی اور جنسی ہیجان سے بھرپور انگریزی فلمیں کھلے عام دکھائی جاتی ہیں اور انھیں کی نقل پر
ہمارے یہاں اردو، پنجابی، پشتو وغیرہ زبانوں میں فلمیں تیار کی جاتی ہیں جو کہ سینما گھروں کے
علاوہ ہر گلی میں کھلنے والی ویڈیو دکانوں پر چوبیس گھنٹے دستیاب ہیں۔ بھارتی فلموں کے علاوہ
مغربی غلاظت سے آلودہ ڈرامے، ناچ گانوں کے پروگرام وغیرہ بھی ہمارے نوجوانوں کو تباہ
کرنے کے لئے موجود ہیں۔ تفریح کے نام پر بنائی جانے والی یہ فلمیں و پروگرام حساس نوجوان
ذہنوں کو محض ایڈونچر کے طور پر یا دیگر نفسیاتی وجوہ کے باعث جرائم، بے حیائی و فحاشی پر
اکساتی ہیں۔ اس بات کا اعتراف محترم جسٹس نعیم الدین صاحب کی سربراہی میں قائم شدہ
سپریم اپیلٹ عدالت کی سفارشات میں ایک دوہرے قتل کے مقدمے کے دوران اکتوبر 1991ء
میں کیا گیا ہے اور اس کی روشنی میں عدالت نے اس وقت کی حکومت کو تجویز پیش کی تھی کہ
فوری طور پر جرائم و جنس پر مبنی تمام فلموں پر پابندی لگادی جائے۔ مگر افسوس اس پر عمل نہ
کیا گیا۔

رہی سہی کمی ہمارے ٹی وی نے پوری کی ہوئی ہے۔ پی ٹی وی جو سرکاری ذرائع
ابلاغ کا سب سے موثر ادارہ ہے وہاں سے چند گھنٹوں کے لئے اور حکومت کی اجازت سے

س آپ سے ہر اس لکھنے والے کو اپنے پروگرام کے معاوضے کے علاوہ دو سو روپیہ ماہوار
وں گا جو عربی پڑھے گا۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ٹی وی اور ریڈیو سے ایسے افراد بحیثیت عالم دین
اور جدید مفکر کی حیثیت سے پیش کرسکیں اور ان تمام ملاؤں کے اثرات دور کرسکیں جو مذہب
کے ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں اور جنہیں ہم "طوعاً" و "کرہاً" پیش کرنے پر مجبور ہیں۔ آپ کو
مذہب کی خرافات سے معاشرہ کو نجات دلانے کا کام کرنا ہے اور اسی لئے ہم اس ادارے کے
ذریعے بالکل جدید ذہنوں کو آگے لانا چاہتے ہیں نئے میڈیم کے ساتھ نئے ذہنوں کو نہ صرف
فرسودہ اور مردہ تصورات سے نجات دلانے کے لئے استعمال کیا جائے گا بلکہ ان کو پوری قوم
کے محسوسات اور طرز فکر کو بدلنا ہوگا"۔

"آپ اس مقصد کو اس طرح پورا کرسکتے ہیں کہ منافقت اور تضاد کردار کے لئے منفی ڈرامہ کرداروں کے داڑھی لگائیے۔ مضحکہ خیز کرداروں اور افراد کو مشرقی لباس پہنائیے۔ یہ یاد رکھئے کہ آپ کو اپنے تمام کرداروں اور اناؤنسروں کو وہ لباس پہنانا ہے جو ہمارے ترقی یافتہ معاشرے میں سو سال بعد رائج ہونا چاہیئے اور جو اب ایک فیصد اوپر کے طبقے میں رائج ہے"۔

گو کہ یہ ہدایات بخاری مرحوم کے لبوں سے جاری ہوئی تھیں مگر حقیقت میں یہ اس بنیادی پالیسی کا حصہ تھیں جس کو مغرب زدہ، لادینی نوکر شاہی اور صاحب اقتدار طبقہ نے تشکیل دیا تھا اور جس کے حصول کے لئے کروڑوں ڈالر قرض لے کر ٹی وی میڈیا کو وطن عزیز میں لایا گیا اور یہی وجہ ہے کہ شروع سے اس پالیسی پر عمل کرتے ہوئے ہماری نوجوان نسل کو اسلامی اقدار و مشرقی تصورات سے بے گانہ اور مغربی تہذیب کا دلدادہ بنایا جاتا رہا ہے اور جو تھوڑی بہت رکاوٹیں ہمارے بزرگان دین نے اس پالیسی کی تکمیل میں حائل کی تھیں ہماری مغرب زدہ نوکر شاہی نے پرائیویٹ چینلز (CNN ،STN ،NTM) وغیرہ کی نشریات کی اجازت دے کر عبور کرنے کی کوشش کی ہے اس پر مستزاد یہ کہ انٹرنیشنل ٹیلی کمیونیکیشن یونین کے معاہدہ کا سہارا لے کر مصنوعی سیارے (سیٹلائٹ) کے ذریعہ کئی کئی مغربی ٹی وی چینلز کی نشریات کو پاکستان کے کونے کونے میں پھیلا دیا گیا ہے۔ اس طرح ڈش اینٹینا کے ذریعہ مغربی غلاظت بغیر کسی روک ٹوک کے دیکھی جاسکتی ہے اور اب ایک منظم سازش کے تحت ڈش اینٹینا کو دھیرے دھیرے سستا اور عام کیا جارہا ہے۔ یہاں ہم آپ کی توجہ

Scanned with CamScanner

[illegible] کہ چوبیس گھنٹے [illegible]

ایک ایسے مغربی ٹی وی چینل کی طرف مبذول کرایا جاتا ہے [illegible]
سے بھرپور، نیم عریاں مغربی فلمی گانے نشر کرتا رہتا ہے۔

اس طرح سے ہماری [illegible] مغرب پرست [illegible] اور [illegible] سالہ اداروں نے [illegible]
ابلاغ عامہ کے ذریعے ہمارے کم سن اور نوجوانوں کو چوبیس گھنٹے تفریحات میں مصروف رکھنے
اور ان کو مغربی تہذیب کے رنگ میں رنگنے کا پورا پورا انتظام کیا ہوا ہے اور یہ سب کچھ
”ترقی“ کے نام پر اور ”دنیا سے پیچھے نہ رہ جانے“ کا خوف دلا کر کیا جا رہا ہے پورے معاشرے
میں احساس کمتری اس حد تک پیدا کر دی گئی ہے کہ ہم والدین ”طوعاً“ و ”کرہاً“ اپنی کم سن و
نوجوان نسل کو ”ترقی یافتہ بنانے“ کے شوق میں مغربی تہذیب اور ان کے گماشتوں کے
حوالے کرنے کے درپے ہیں ہم شاید یہ نہیں جانتے اور نہ ہی جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ
اس شیطانی مغربی تہذیب نے خود مغربی معاشرے میں کس طرح خاندانی ڈھانچوں کو تباہ و برباد
کیا ہے۔

چوبیس گھنٹے چلنے والی ملکی و غیر ملکی ٹی وی چینلز کے ذریعے مغربی تہذیب کی تشہیر
سے ہماری نوجوان نسل کے اقدار و کردار پر جو منفی اثرات پڑ رہے ہیں اور مزید پڑیں گے وہ
اظہر من الشمس ہیں۔ چونکہ ٹی وی ایک ایسا محرک ابلاغ کا ادارہ ہے جو معاشرے کے ہر
خاندانی یونٹ کو تبدیل کرنے کا کام کرتا ہے۔ اس کا سب سے موثر کام نئی نسلوں کو ماں باپ
کی تربیت سے نکال کر وہ بنا دینا ہے جو وہ چاہتا ہے۔ علاوہ ازیں اس کے دیگر اثرات جو کم
سن نوجوان نسلوں پر جسمانی و نفسیاتی صحت کے اعتبار سے پڑتے وہ بھی کافی مضر ثابت ہوئے
ہیں۔ اس سلسلے میں مغرب خصوصاً امریکہ میں ٹی وی کی زیادتی کی وجہ سے بچوں پر پڑنے
والے اثرات پر بہت زیادہ تحقیق ہوچکی ہے اور مزید ہو رہی ہے۔ ہم یہاں چند تحقیقاتی نتائج
پر مبنی مضامین کے اقتباسات پیش کرنا پسند کریں گے۔

”کم سن بچے ٹی وی کو ہی مستند سمجھتے ہیں اور جو کچھ دیکھتے ہیں اس پر یقین کرلیتے ہیں اور اکثر
و بیشتر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ٹی وی کے کردار بھی ان کو دیکھ رہے ہیں“۔ (بحوالہ رسالہ ورکنگ
مدر جنوری 1991ء)

ڈاکٹر جین ایم ہیلی ماہر نفسیات نے اپنی مشہور زمانہ کتاب میں (Endangerd Minds: Why our Children do not think, 1990) بچوں پر پڑنے والے ٹی وی کے

شروع ہونے والا پرائیویٹ چینل (STN, CNN) سے چوبیں گھنٹے مغربی درآمد شدہ پروگرام، فلمیں، ڈرامے، کارٹون وغیرہ دکھائے جاتے ہیں جن کا ہماری قومی روایات، ملکی ضروریات، تاریخی و ثقافتی پس منظر یا ہمارے مسائل کے ساتھ دور کا بھی تعلق نہیں ہوتا۔ زیادہ تر ملکی پروگرام بھی انہیں کی نقل پر تیار کئے جاتے ہیں جو لادینی کلچر اور مغربی نظریہ حیات کی عکاسی کرتے ہیں۔ جیسا کہ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ ٹی وی سب سے زیادہ زود اثر اور قوی اثرات کا محرک میڈیم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شروع ہی سے اس میڈیم کو ہماری مغرب زدہ لادینی نوکر شاہی پالیسی ساز حضرات نے مغربی تہذیب کو پھیلانے اور اسلامی اقدار و قومی تصورات کو ملیامیٹ کرنے کے لئے بھرپور انداز سے استعمال کیا ہے اور کر رہے ہیں۔ ہم یہاں اس خصوصی نشست کا ذکر کرنا چاہیں گے جس کو کراچی P.T.V کے جنرل منیجر اول ذوالفقار علی بخاری (مرحوم) نے ٹی وی کے یوم تاسیس سے چند ماہ بیشتر ٹی وی کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالنے کے لئے بلائی تھی۔ جن میں ان مخصوص فنکاروں، لکھنے والوں اور متوقع پروڈیوسر صاحبان کو مدعو کیا تھا جن سے بخاری صاحب "خصوصی کام" لینا چاہتے تھے۔ اس نشست میں جناب محترم شمیم احمد صاحب (مرحوم) جو شعبہ اردو، جامعہ کراچی کے پروفیسر رہ چکے ہیں، بھی موجود تھے جنہوں نے بعد ازاں اس تین گھنٹے پر محیط نشست کی روداد 1970ء اور بعد میں 3، 5 جنوری 1979ء میں ایک مقامی اخبار "جسارت" میں شائع کی تھیں۔ اس خصوصی نشست میں بخاری صاحب نے ٹی وی کے دو بنیادی مقاصد بیان فرمائے تھے۔ اول تو اس زمانہ کی جنرل ایوب صاحب کی حکومت کے کارناموں کی گھر گھر تشہیر کرنا تھا اور دوئم بقول ان کے کہ

"آپ کا دوسرا اور سب سے اہم مقصد یہ ہوگا کہ قوم اور پہلے متوسط طبقہ کو فرسودہ مذہبی تصورات سے آزاد کرائیں اور اس مقصد کو اس خوبی سے سرانجام دیں کہ لوگوں کو شعوری طور پر اس کا پتہ نہ چلے کہ آپ جدید نسلوں کو مذہبی اثرات سے پاک کرنے کی کوئی مہم چلا رہے ہیں۔ اگر آپ نے یہ کام کرلیا تو یاد رکھئے کہ ہم ہمیشہ کے لئے مذہبی جنونیوں اور ملاؤں سے اپنی معاشرت اور سیاست کو پاک کردیں گے"۔

بنیادی مقاصد بتانے کے بعد بخاری صاحب نے شرکائے محفل کو علیحدہ علیحدہ ہدایات دیتے ہوئے عرض کیا کہ۔

"ہمیں آپ سے ہر اس لکھنے والے کو اپنے پروگرام کے معاوضے کے علاوہ دو سو ڈالر [illegible]
دوں گا جو عربی پڑھے گا۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ٹی وی اور ریڈیو سے ایسے افراد بحیثیت عالم دین
اور جدید مفکر کی حیثیت سے پیش کر سکیں اور ان تمام ملاؤں کے اثرات زائل کر سکیں جو مذہب
کے ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں اور جنہیں ہم "ملوعا" و "کرہا" ثابت کرنے پر مجبور ہیں۔ آپ کو
مذہب کی خرافات سے معاشرہ کو نجات دلانے کا کام کرنا ہے اور اسی لئے ہم اس ادارے کے
ذریعے بالکل جدید ذہنوں کو آگے لانا چاہتے ہیں نئے میڈیم کے ساتھ نئے اذہان کو نہ صرف
فرسودہ اور مردہ تصورات سے نجات دلانے کے لئے استعمال کیا جائے گا بلکہ ان کو پوری قوم
کے محسوسات اور طرز فکر کو بدلنا ہوگا"۔

"آپ اس مقصد کو اس طرح پورا کر سکتے ہیں کہ منافقت اور تضاد کردار کے لئے منفی ڈرامے
کرداروں کے داڑھی لگائیے۔ مضحکہ خیز کرداروں اور افراد کو مشرقی لباس پہنائیے۔ یہ یاد رکھئے
کہ آپ کو اپنے تمام کرداروں اور اناؤنسروں کو وہ لباس پہنانا ہے جو ہمارے ترقی یافتہ
معاشرے میں سو سال بعد رائج ہونا چاہئے اور جو اب ایک فیصد اوپر کے طبقے میں رائج
ہے"۔

گو کہ یہ ہدایات بخاری مرحوم کے لبوں سے جاری ہوئی تھیں مگر حقیقت میں یہ اس
بنیادی پالیسی کا حصہ تھیں جس کو مغرب زدہ' لادینی نوکر شاہی اور صاحب اقتدار طبقے نے
تشکیل دیا تھا اور جس کے حصول کے لئے کروڑوں ڈالر قرض لے کر ٹی وی میڈیا کو وطن
عزیز میں لایا گیا اور یہی وجہ ہے کہ شروع سے اس پالیسی پر عمل کرتے ہوئے ہماری نوجوان
نسل کو اسلامی اقدار و مشرقی تصورات سے بے گانہ اور مغربی تہذیب کا دلدادہ بنایا جاتا رہا ہے
اور جو تھوڑی بہت رکاوٹیں ہمارے بزرگان دین نے اس پالیسی کی تکمیل میں حائل کی تھیں
ہماری مغرب زدہ نوکر شاہی نے پرائیویٹ چینلز (CNN 'STN 'NTM) وغیرہ کی نشریات کی
اجازت دے کر عبور کرنے کی کوشش کی ہے اس پر مستزاد یہ کہ انٹرنیشنل ٹیلی کمیونیکیشن
یونین کے معاہدہ کا سہارا لے کر مصنوعی سیارے (سیٹلائٹ) کے ذریعہ کئی کئی مغربی ٹی وی
چینلز کی نشریات کو پاکستان کے کونے کونے میں پھیلا دیا گیا ہے۔ اس طرح ڈش اینٹینا
کے ذریعہ مغربی غلاظت بغیر کسی روک ٹوک کے دیکھی جا سکتی ہے اور اب ایک منظم سازش
کے تحت ڈش اینٹینا کو دھیرے دھیرے سستا اور عام کیا جا رہا ہے۔ یہاں ہم آپ کی توجہ

ایک ایسے منفی ٹی وی چینل کی طرف منتقل کرانا چاہتے ہیں جو کہ چوبیس گھنٹے عریانی سے بھرا، ہم عریاں منفی فلمی گانے نشر (کر) رہتا ہے۔

اس طرح سے ہماری لادین مغرب پرست نوکر شاہی اور پالیسی ساز ادارے ابلاغ عامہ کے ذریعے ہمارے کم سن اور نوجوانوں کو چوبیس گھنٹے تفریحات میں مصروف اور ان کو مغربی تہذیب کے رنگ میں رنگنے کا پورا پورا اہتمام کیا ہوا ہے اور یہ سب "ترقی" کے نام پر اور "دنیا سے پیچھے نہ رہ جانے" کا خوف دلا کر کیا جارہا ہے پورے معاشرے میں احساس کمتری اس حد تک پیدا کر دی گئی ہے کہ ہم والدین "طوعاً" و "کرہاً" اپنی کم سن نوجوان نسل کو "ترقی یافتہ بنانے" کے شوق میں مغربی تہذیب اور ان کے گماشتوں کے حوالے کرنے کے درپے ہیں ہم شاید یہ نہیں جانتے اور نہ ہی جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ اس شیطانی مغربی تہذیب نے خود مغربی معاشرے میں کس طرح خاندانی ڈھانچوں کو تباہ و برباد کیا ہے۔

چوبیس گھنٹے چلنے والی ملکی و غیر ملکی ٹی وی چینلز کے ذریعے مغربی تہذیب کی ترویج سے ہماری نوجوان نسل کے اقدار و کردار پر جو منفی اثرات پڑ رہے ہیں اور مزید پڑیں گے وہ اظہر من الشمس ہیں۔ چونکہ ٹی وی ایک ایسا محرک ابلاغ کا ادارہ ہے جو معاشرے کے بنیادی خاندانی یونٹ کو تبدیل کرنے کا کام کرتا ہے۔ اس کا سب سے موثر کام نئی نسلوں کو ماں باپ کی تربیت سے نکال کر وہ بنا دینا ہے جو وہ چاہتا ہے۔ علاوہ ازیں اس کے دیگر اثرات جو کم سن نوجوان نسلوں پر جسمانی و نفسیاتی صحت کے اعتبار سے پڑتے وہ بھی کافی مضر ثابت ہوئے ہیں۔ اس سلسلے میں مغرب "خصوصاً" امریکہ میں ٹی وی کی زیادتی کی وجہ سے بچوں پر پڑنے والے اثرات پر بہت زیادہ تحقیق ہو چکی ہے اور مزید ہو رہی ہے۔ ہم یہاں چند تحقیقاتی نتائج پر مبنی مضامین کے اقتباسات پیش کرنا پسند کریں گے۔

"کم سن بچے ٹی وی کو ہی مستند سمجھتے ہیں اور جو کچھ دیکھتے ہیں اس پر یقین کر لیتے ہیں اور اکثر و بیشتر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ٹی وی کے کردار بھی ان کو دیکھ رہے ہیں"۔ (بحوالہ رسالہ ورنگ مد جنوری 1991ء)

ڈاکٹر جین ایم حیلی ماہر نفسیات نے اپنی مشہور زمانہ کتاب میں (Endangerd Minds: Why our Children do not think, 1990) بچوں پر پڑنے والے ٹی وی کے

[illegible] ۱۹۹۱ء میں اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ۔

"روزانہ [illegible] گھنٹے فی ہفتہ [illegible] ٹی وی دیکھنے والے کم سن بچوں کے دماغ کی نشوونما میں تبدیلی واقع ہو جاتی ہے اور یہ تبدیلی بہتری کی سمت نہیں ہوتی"۔ (بحوالہ رسالہ [illegible])

بچوں کی "پڑھنے" کی استعداد اور تعلیمی قابلیت پر اثرات کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر [illegible] پروفیسر تعلیم و نفسیات ییل (Yale) یونیورسٹی فرماتے ہیں کہ۔

"زیادہ تر ٹی وی ہی قصور وار ہے جس کی وجہ سے (امریکی) بچوں کی تعلیمی قابلیت خصوصاً پڑھنے کی مہارت انحطاط پذیر ہوئی ہے۔ بچے جو زیادہ ٹی وی دیکھتے ہیں وہ [illegible] اور پڑھائی میں کمزور پائے جاتے ہیں"۔ (بحوالہ جریدہ "ٹائم" اکتوبر ۱۹۹۱ء)

اس قسم کے نتائج کا اظہار نیلسن میڈیا ریسرچ۔ امریکی شعبہ تعلیم کی تحقیقات سے ہوتا ہے کہ۔

"جتنا زیادہ ٹی وی بچے دیکھتے ہیں اتنی ہی ان کی لکھنے کی استطاعت کم ہوتی ہے ایک تحقیق سے جو سترہ سالہ نوجوان پر کی گئی تھی یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ وہ نوجوان جو چھ یا زائد گھنٹے ہر ہفتہ ٹی وی دیکھتے ہیں انہوں نے دس فیصد کم نمبر حاصل کئے بہ نسبت اپنے ان ہم عمر جماعت ساتھیوں سے جو صرف دو گھنٹے فی ہفتہ ٹی وی دیکھتے ہیں"۔

تعلیمی قابلیت کے انحطاط کے علاوہ ٹی وی بچوں کی صحت پر بھی مضر اثرات کا حامل ہے جیسا کہ ڈاکٹر کرٹ۔ وی۔ گولڈ ماہر امراض اطفال کیلیفورنیا یونیورسٹی امریکہ کی تحقیق سے ظاہر ہوا ہے۔ وہ اپنے مقالہ میں لکھتے ہیں کہ۔

"جو بچے دو سے چار گھنٹے روزانہ ٹی وی دیکھتے ہیں ان کے خون میں کولیسٹرول کی مقدار دوگنی ہو سکتی ہے بہ نسبت ان بچوں کے جو کم ٹی وی دیکھتے ہیں۔ مزید براں چار یا زائد گھنٹے ٹی وی کے سامنے گزارنے والے بچوں کے خون میں کولیسٹرول کی زیادتی کے باعث وقت سے پہلے دل کی بیماریاں ہونے کے امکانات ہیں"۔ (بحوالہ پری وینشن اگست ۱۹۹۱ء)

جسمانی صحت کے علاوہ نفسیاتی اور کردار سازی کے اعتبار سے بھی ٹی وی کے بد مہلک اثرات ہیں۔ ڈاکٹر ڈینیل۔ اے۔ انڈرسن میسیچوسٹ یونیورسٹی کے نفسیات کے پروفیسر اپنی تیرہ سالہ تحقیق کے نتائج کا اس طرح اظہار کرتے ہیں کہ۔

[illegible]

Scanned with CamScanner

شعور کو بھی داغدار کرتے ہیں"۔ (ڈاکٹر [illegible] ۱۹۹۹ء)

یہ مغرب خصوصاً امریکی دانشوروں اور محققوں کے خیالات ہیں ان کا حوالہ دینے کی اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ ہمارے معاشرے میں مغرب زدہ لادین اقتدار اور بااختیار طبقے نے ان کے اقوال ہمیں اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکامات سے زیادہ معتبر باور کرائے ہیں اور معاشرے میں احساس کمتری پیدا کرکے مغرب کی ہر قدر کو خواہ وہ کتنی ہی گھٹیا و نقصان دہ کیوں نہ ہو اس کو ہمارے لئے ایک معیار بنا دیا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ ہمارے معاشرے پر ان مغربی اقدار و معیار کو کیوں مسلط کیا جارہا ہے جس سے خود مغرب کا دانشور طبقہ سخت پریشان اور نالاں ہے؟ دانش مندی اور دانائی کا تقاضہ تو یہ ہے کہ ہم دوسرے اقوام کے تجربات سے کچھ سیکھیں نہ کہ خود وہی تجربات دہرائیں جن کے نتائج سے دوسری اقوام نقصان اٹھا رہی ہیں۔ مغربی تہذیب کی آزاد خیالی و جنسی بے راہ روی اور مادہ پرستی کے نتائج معاشرتی ڈھانچے کی ٹوٹ پھوٹ و اقدار کے انحطاط کے روپ میں ہمارے سامنے ہیں۔ مغربی اقوام اس سمت میں اتنی دور جاچکی ہیں کہ واپسی کا راستہ نہیں گو کہ وہاں کے دانشور طبقے کی طرف سے اس سلسلے میں کافی کاوشیں ہوچکی ہیں ابلاغ عامہ خاص طور پر ٹی وی کی کچھ کاروائیوں پر سینسر شپ بھی لگانے کی کوشش کی جاچکی ہیں مگر حالات بد سے بدتر ہوتے جارہے ہیں جیسا کہ امریکی فلاسفر جیک روسو دو سو سال پہلے عرض کرچکے ہیں کہ "سینسر شپ اخلاقی اقدار کو تحفظ تو دے سکتی ہے مگر اس کو دوبارہ قائم نہیں کرسکتی"۔

ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ مغربی معاشرے کی بدحالی دیکھنے کے باوجود ہمارے ارباب اقتدار اور پالیسی ساز ادارے ابلاغ عامہ کے ذریعے ہماری موجودہ اور آنے والی نسلوں کے ساتھ یہ گھناؤنا تجربہ کیوں دوہرانا چاہتے ہیں اور ان کو انہی راہوں پر کیوں گامزن کر دینا چاہتے ہیں جن سے واپسی ممکن نہیں؟ کیا یہ وہ ترقی یافتہ کہلوانے کی خواہش و تعلیمی و سائنسی ترقی کے فروغ کے نام پر کرنے میں حق بجانب ہیں؟ چوبیس گھنٹے کئی کئی ٹی وی چینلز پر کھیل کود اور تفریحات پر مبنی پروگرام میں نوجوانوں کو مصروف رکھنا اور ڈش اینٹینا، ویڈیوز فلموں وغیرہ کے ذریعہ نوجوان نسل کو مغربی تہذیب سے متعارف کرانا کیا یہ سب کچھ ہمارے معاشرے کو ترقی یافتہ بنائے گا؟ کیا ہمارے جیسا ترقی پذیر ملک جس کا بال بال قرضے میں بندھا

ہوا ہے وہ اپنی نوجوان نسل کو جس پر ملک کی ترقی کا دارومدار ہوتا ہے رات دن کی تفریحات
میں مصروف رکھنے کا متحمل ہو سکتا ہے؟ مغرب کی موجودہ سائنسی و صنعتی ترقی کس نسل کی
مرہون منت ہے؟ کیا یہ ترقی اباحیت پرست، شراب نشہ، رقص و سرود اور کھیل کود میں
مست موجودہ نسل کی جدوجہد کا نتیجہ ہے یا پھر ان کے ان آباؤ اجداد کی جو کٹر مذہبی ("بنیاد
پرست")، اخلاقی اقدار اور باوقار شخصیت کے مالک تھے؟ ہم ان سوالوں کے جواب اپنے
ارباب اقتدار طبقے سے پوچھنے کا حق رکھتے ہیں اور ان کو ان سوالات کے جوابات دینے
ہوں گے۔ ہمیں شب و روز یہ پیغام دیا جاتا ہے کہ ہم اکیسویں صدی میں ایک ترقی یافتہ قوم کی
حیثیت سے قدم رکھنے والے ہیں مگر معاشرے کے حالات جس سمت میں تبدیل کئے جا رہے
ہیں یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ ہم عالمی کفر اور ان کے بینکاروں اور ساہو کاروں کی غلامی میں
جکڑی ہوئی ایک ایسی غلام قوم کی طرح تو اکیسویں صدی میں قدم رکھ سکتے ہیں جس کی بیٹیاں،
بہویں اور بیٹے احساس کمتری میں مبتلا اور گٹار، راک موسیقی اور ڈسکو رقص میں مست ہوں
لیکن ایک صحیح معنوں میں ترقی یافتہ قوم کے روپ میں ہرگز ہرگز نہیں۔

حضرات گرامی ہمیں امید ہے کہ جن حقیقتوں کا ذکر ہم نے یہاں کیا ہے آپ ان سے
بخوبی واقف ہیں۔ معاشرے کے موجودہ حالات کا مختصر جائزہ اس معروضے کی شکل میں آپ
کے سامنے پیش کرنے کا مقصد صرف یاد دہانی کرانا تھی۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا ہم ان حالات
سے مطمئن ہیں؟ اگر مطمئن نہیں تو ہم خاموش کیوں ہیں؟ خاموش تماشائی بنے ہوئے ہم اپنی
نوجوان نسل کو انحطاط پذیر اور بیمار تہذیب اور ان کے گماشتوں کے حوالے کیوں کر دینا چاہتے
ہیں؟ اگر ہم یہ نہیں چاہتے تو ہم اپنی نسلوں کے خاطر ان حالات کے خلاف آواز بلند کرنی
ہوگی۔ ہمیں بہانگ دہل ارباب اقتدار کے ایوانوں میں احتجاج کرنا ہوگا اور ان کو دو ٹوک بتانا
ہوگا کہ ہم ہرگز ہرگز ان کی ان پالیسیوں کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ ہمیں سراپا احتجاج
بننا ہوگا۔

ہم آپ سے استدعا کرتے ہیں کہ آپ خواہ کسی بھی سیاسی، غیر سیاسی، دینی یا مذہبی
جماعت سے تعلق رکھتے ہوں آپ اپنے اکابرین اور لیڈر ان پر زور دیں کہ وہ آپ کے اس
احتجاج کو بلند کریں۔ آپ اپنے مکتب فکر اور مسلک دینی کے بزرگان دین اور علماء کرام سے
درخواست کریں اور ان کو مجبور کریں کہ وہ متحد ہو کر اس عالمی کفر کی سازش کے خلاف

کریں اور اسے ناکام بنائیں۔ آپ خود بھی اپنے رشتہ داروں، عزیزوں اور دوستوں کو
بھی آپ کے ساتھ شریک جدوجہد ہوں۔ خدارا کچھ سوچئے اور جلدی کچھ ورنہ
... کو کھو بیٹھیں گے۔ کم سے کم ہم حکومت وقت سے پر زور اپیل کرسکتے ہیں کہ
...مہ داری کو پورا کرے اور اس سے مطالبہ کرسکتے ہیں کہ

ذرائع ... اشاعت کے سرکاری و غیر سرکاری اداروں کو قانونی و انتظامی لحاظ سے پابند کیا جائے
ٹی وی و ریڈیو پر نشر ہونے والے تمام پروگراموں مع اشتہارات نیز اخبارات اور
و جرائد میں شائع ہونے والے جملہ مواد کو اسلامی تہذیب، اخلاقیات و روایات کے
کے پاسبان اور امین بنائیں نہ کہ زوال پذیر بیمار مغربی تہذیب کی نقالی کے علمبردار۔

نشر و اشاعت کے اشتہارات میں خواتین کی شمولیت پر قانونی پابندی عائد کی جائے تاکہ
بہنوں و بیٹیوں کے حسن و آرائش کے استحصال کو روکا جاسکے۔
مردوں، عورتوں کی ماڈلنگ (Modeling) شوقیہ و بحیثیت پروفیشن کو قانونی طور پر ممنوع
قرار دیا جائے تاکہ جسموں کی حسن و آرائش کی نمائش اور اسکی تجارت کی حوصلہ شکنی
ہوسکے۔

پرائیویٹ ٹی وی چینلز STN، NTM وغیرہ کو ختم کیا جائے کیونکہ انہوں نے معاشرہ میں
فحاشی و عریانی کے مقابلے کا رجحان پیدا کر دیا ہے۔
سرکاری ٹی وی چینلز سے تمام غیر ملکی پروگراموں کی نشریات پر فی الفور پابندی کی جائے۔
حسب ضرورت غیر ملکی سائنسی و معلوماتی پروگراموں کو اردو و علاقائی زبانوں میں منتقل کرکے
پیش کیا جائے اور ٹی وی کے دورانیوں کو مختصر بنایا جائے۔
۔ ڈش اینٹینا کے استعمال کو پورے ملک میں ممنوع قرار دیا جائے۔
۔ سپریم اپیلٹ عدالت (جسٹس نعیم الدین سربراہ) کی سفارشات اکتوبر 1991ء کے اخلاق سوز
جرائم و جنسی و تشدد پر مبنی پاکستانی و غیر ملکی فلموں کی نمائش فوری طور پر موقوف کی جائے۔
۸۔ گلی کوچوں میں چلنے والے ویڈیو شاپس و فلموں کے کاروبار کا یکسر خاتمہ کیا جائے۔

Scanned with CamScanner

رسول اکرم ﷺ کا انداز گفتگو

عن عائشہؓ قالت ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لم یکن
الحدیث کسرد کم کان یحدث حدیثا لو حدہ العاد لاحصاہ

ترجمہ:۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیز بات نہیں
جس طرح تم تیز بولتے ہو۔ آپ جب بات کرتے (تو ٹھہر ٹھہر کر ایسا بولتے کہ) اگر
کی بات گننا چاہتا تو گن سکتا تھا۔

انداز بیان' باہمی گفتگو اور اظہار مافی الضمیر سے انسان کی شخصیت پر گہرا اثر
ہے ممکن ہے کسی تحریر یا سنی سنائی باتوں سے انسان کا ایک خاص مقام لوگوں کے ذ
بنا ہوا ہو۔ لیکن ایک آدھ محفل میں لب کشائی میں کسی بے احتیاطی کے ارتکاب سے
مقام گھٹ سکتا ہے۔ چنانچہ

وستعرف قدرہ ان فتح فاہ

زبان کھولنے سے حیثیت کھل جاتی ہے۔ انداز بیان کا بہترین معیار یہ ہے۔ کہ
الضمیر کا اظہار آسان اور عام فہم ہو۔ تاکہ سننے والے کو سمجھنے میں کوئی دشواری نہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاں دوسری خوبیاں دیکر انسان کامل بنایا گیا تھا وہاں
انداز بیان عام فہم لیکن جاذب اور پرکشش تھا۔ ایک ایک کلمہ سے سنجیدگی اور عقلمندی
تھی۔ ہر ایک سے اس کے عقل' عرف اور ظرف ذہن کو مدنظر رکھ کر گفتگو فرماتے۔
بیان میں اتنی وضاحت ہوتی کہ اگر کوئی آپ کے کلمات گننا چاہتا تو آسانی سے گن لیتا
صرف احتمال نہیں بلکہ نفس الامر میں وحی غیر متلو یعنی احادیث نبوی کا عظیم سرمایہ اس کا
ثبوت ہے۔ کہ صحابہ کرام نے زبان نبوت سے نکلے ہوئے موتیوں کو چن چن کر پرو دیا۔

موجودہ ٹیکسیشن نظام کا تنقیدی جائزہ

ان و حدیث کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ مال و دولت برائے جمع نہیں بلکہ برائے خرچ
ہے۔ اسلام نے مال کی کمائی پر اتنا زور نہیں دیا جتنی انفاق اور خرچ کی ترغیب دی ہے۔ اگر
ت صحیح اسلامی اصولوں کے مطابق گردش میں نہ رہے تو دنیاوی نظام معطل ہو کر رہ جائے
و اس لئے اسلام نے دولت خرچ کرنے کے لئے کچھ مواقع متعین کر دیئے اور بعض مواقع
حب مال کی صوابدید پر چھوڑ دیئے۔ قرآن مجید میں مال خرچ کرنے کے لئے ذیل کے چار
لفاظ ساٹھ سے زائد مقامات میں مذکور ہیں۔

(1) ایتاء واقیمو الصلٰوۃ واتوالزکٰوۃ (القبرہ / 42)
ور قائم رکھو نماز اور دیا کرو زکٰوۃ

(2) انفاق ومما رزقنھم ینفقون (البقرہ / 3)
ور جو ہم نے روزی دی ہے ان کو اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

(3) اطعام ویطعمون الطعام علی حبہ (الدھر / 8)
اور کھلاتے ہیں کھانا اس کی محبت پر

(4) صدقہ قول معروف خیر من صدقۃ یتبعا اذی (البقرہ / 263)
جواب دینا نرم اور درگز کرنا بہتر ہے اس خیرات سے جس کے پیچھے ہو ستانا۔ یہ الفاظ مختلف
معنوں کی شکل میں پائے جاتے ہیں۔ وجوبی اور نفلی دونوں طرح خرچ کا حکم ہے۔ شریعت
نے دولت خرچ کرنے کے جو اصول بتائے ہیں ان میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ
اسلام کسی کی دولت لوٹ کر اس کو دیوالیہ نہیں بناتا۔ فرد سے دولت چھین کر اس کو در در کا
بھکاری نہیں بناتا۔ یہ انصاف نہیں کہ صاحب مال کی دولت سے دوسروں کو چین اور سکون
حاصل ہو اور خود یہ بے چارہ کسمپرسی کے عالم میں ہو۔ اسلئے اسلام ایسے صدقہ اور انفاق کی
اجازت نہیں دیتا کہ خود اس کی بیوی اور بچے بھوکے ہوں اور دوسروں کے پیٹ بھر جائیں۔
فی سبیل اللہ خرچ کرنے کے یہ مواقعہ ہیں۔ (1) فرض زکوٰۃ (2) صدقہ فطر (3) حج (4) جہاد
بالمال (5) نفقات واجبہ بیوی اور بچوں کا خرچ وغیرہ (6) وقف مسجد یا مدرسہ کے لئے زمین
وغیرہ وقف کرنا (7) قربانی (8) صدقہ فطر (9) خیرات یعنی نفلی صدقات وغیرہ اس طرح

Scanned with CamScanner

حاجت مند کو قرض دینا۔ فقراء کو کھلانا۔ مہمان نوازی وغیرہ۔ زکوٰۃ صاحب نصاب
بعد خاص مقدار میں وصول کرنا۔ صدقہ فطر کی مقدار تو بہت کم ہے سال میں ا
صاحب نصاب پر واجب ہوتی ہے جہاد میں مال لگانا اپنی صوابدید پر ہے۔ حج عمر میں ا
فرض ہے۔ جانور کی قربانی سال میں ایک مرتبہ صاحب نصاب پر ہے اسلامی طور پر انف
جائزہ لیا جائے تو ان میں وقت اور مقدار مال کی قیدیں نمایاں ہیں۔ اس سے معلوم
کہ اس طرح انفاق مال سے صاحب مال اور دوسروں کی زندگی خوشحال بن جاتی ہے
اور دوسرے غیر مسلم ممالک میں عام صدقہ و خیرات اور رفاہی اداروں میں خرچ
وجوبی طور پر انفاق مال کا کوئی تصور نہیں۔ جس طرح حج، زکوٰۃ، قربانی اور صدقہ
ہے۔ وہ جب اسلام کو نہیں مانتے تو وجوبی انفاق کا تصور ان میں کہاں سے آئے گا۔
ممالک کا ہر صاحب مال اپنے ضروری تقاضے پورے کرنے کے بعد اگر کوئی نیک کام
ہے تو عموماً" کوئی رفاہی ادارہ کھولتا ہے۔ یا پھر کسی رفاہی ادارہ کی امداد کرتا ہے جیسے
یہاں آنکھوں کے علاج کا مفت ہسپتال (L.R.B.T) ہے۔ اس کا بانی غیر مسلم انگریز
فرد کی طرح ان کی حکومتوں کی بھی یہی سوچ ہے۔ اب یہ سوال کہ ان کی حکومتوں
اخراجات کہاں سے پورے ہوں۔ ان اخراجات کو پورا کرنے کے لئے ان کے پاس
ذرائع آمدن نہیں ہیں۔ اور نہ ان کے عوام پر لازم ہے کہ مسلمانوں کی طرح اپنے
بھائیوں پر خرچ کریں۔ ان کی حکومتوں کو مالدار آدمی کے ساتھ دولت ہی دولت
ہے۔ نظم مملکت کو صحیح نہج پر چلانے کے لئے ان کے ساتھ ٹیکس کی آمدن کا ایک آسان
سادہ طریقہ ہے۔ جس کی وجہ سے ایک وسیع نظام ٹیکسیشن رائج ہے۔ ان ممالک کی
دیکھی مسلم ممالک میں بھی یہ نظام اب پورے عروج پر ہے۔ گورنمنٹ کے خزانے میں
سے زیادہ رقم اسی ذریعہ سے آتی ہے۔ ہمارے ارکان دولت اور لیڈروں کے ساتھ
اقتصادیات اور وکالت کی ڈگریاں ہیں۔ ان میں اکثریت نے یہ ڈگریاں یورپ سے حاصل
ہیں۔ اپنے ملک کو اس حاصل کردہ تعلیم کی روشنی میں چلانا چاہتے ہیں اور فی الحال بھی اسی
پر چلا رہے ہیں۔ ان مغربی علوم کے مقابلہ میں اسلامی اقتصادی نظام کو نہ سمجھتے ہیں نہ
کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ لوگ غیر مسلم ممالک کی طرح یہ بات بھول جاتے ہیں کہ
مالدار مسلمان اپنی دولت کا کافی حصہ بحیثیت مسلمان خود خرچ کرتا ہے جن کا فائدہ حکومت

یا دونوں کو ہوتا ہے۔ اگرچہ رعایا کا خیال رکھنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ لیکن مسلمان
نفلی یا وجوبی انفاق سے رعایا کو بہت فائدہ ملتا ہے۔ جو ایک لحاظ سے گورنمنٹ کی مدد کرنا
اس طرح گورنمنٹ پر رعایا کی ذمہ داری کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے۔ لیکن موجودہ حکومتیں
ٹیکس عائد کرتی ہے تو رعایا کے بعض افراد کے اس تعاون کو بھول جاتی ہے۔ ملک میں
صرف زکوٰۃ کا صحیح نظام رائج کر دیا جائے تو مملکت کے اکثر غرباء کی تعلیم، علاج اور شادی
کا مسئلہ تقریباً حل ہو جائے گا۔ پورے ملک میں لاکھوں دکانوں کے اندر مال تجارت
ہوتا ہے۔ ہر سال ان سے زکوٰۃ وصول کر کے اپنے اپنے شہر کے غرباء میں تقسیم کر دی جائے
غریبوں کے مسائل کے حل کے ساتھ ٹیکس لگانے کی ضرورت میں بہت کمی آ جائے گی۔
کہ اس طرح جمع کی جانے والی رقم بہت زیادہ ہو گی۔ زکوٰۃ ایک فریضہ اور عبادت بھی
اسلئے لوگ خوشی سے ادا کریں گے۔ اس کے مقابلے میں ٹیکس کو لوگ تنذہ ٹیکس سمجھتے

ٹیکس کی ضرورت :- حکومت کی ضروریات زیادہ ہیں اور ذرائع آمدن عموماً کم ہوتے
ہیں۔ ان اخراجات کو پورا کرنے کے لئے حکومتیں افراد کی دولت پر ٹیکس عائد کرتی ہیں۔
ٹیکس کے لئے آدم سمتھ (ADAM SMITH) کے چار اصول ہیں آدم سمتھ 18
ویں صدی کا ماہر معاشیات تھا۔ فرانس میں پیدا ہوا۔ دولت اقوام (ثروۃ الامم) اس کی مشہور
کتاب ہے۔
پہلا اصول :- اصول مساوات (CANON OF EQUITY) جن کو عربی میں قاعدۃ العدالۃ
کہتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ سب لوگ حکومت کو مساوی ٹیکس ادا کریں بلکہ اپنی اپنی
دولت کے مطابق ٹیکس دیں گے۔ زیادہ دولت والا زیادہ اور کم دولت والا کم ٹیکس دے گا۔
دوسرا اصول :- اصول یقین (CANON OF CERTAINTY) عربی میں اس کو قاعدۃ
الیقین کہتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ٹیکس دہندہ کو پتہ ہو کہ کتنا ٹیکس کب، کس کو اور
کیسے ادا کرنا ہو گا۔
تیسرا اصول :- اصول سہولت (CANON OF CONVINIECE) قاعدۃ الملائمۃ یعنی
ٹیکس ایسے وقت میں لیا جائے جب اس کی ادائیگی سہل ہو اور ٹیکس گزار میں استطاعت ہو مثلاً
زمیندار سے مالیہ اس وقت لیا جائے جب اس کی فصل منڈی میں فروخت ہو چکی ہو۔

Scanned with CamScanner

(چوتھا اصول) اصول کفایت (قاعدۃ الاقتصاد) (...NON OF ECONOMY
مطلب یہ ہے کہ ٹیکس کی مقدار کم سے کم ہونی چاہئے۔ مثلاً" اصول تنوع۔ اس ...
ہے کہ حکومت کو صرف چند قسم کے ٹیکسوں پر اکتفاء نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ کئی ...
عائد کرنے چاہئیں۔ اسلئے کہ اگر ایک قسم کے ٹیکس میں کمی ہو تو دوسری طرف ...
پوری کی جائے۔ مثلاً" زرعی ٹیکس میں خشک سال کے دوران کمی آسکتی ہے۔

اصول لچک داری :- اگر حکومت کی ضروریات بڑھ جائیں تو ٹیکس بڑھا دیا جائ...
حکومت کی مالی ضروریات میں کمی ہو جائے تو ٹیکس گھٹا کر آمدنی میں کمی کی جائے۔

ٹیکسوں کی اقسام :- (1) براہ راست ٹیکس (DIRECT TAX) جس کا بار ایک ...
واقع ہو وہ اس بار کو کسی اور کے کندھوں پر منتقل نہ کرسکے جیسے انکم ٹیکس، دولت ...
تحفہ ٹیکس

(2) بالواسطہ ٹیکس :- (INDIRECT TAX) اس کا نفاذ ایک شخص پر ہوتا ہے۔ ...
اس بار کو دوسروں کے کندھوں پر منتقل کر دیتا ہے۔ جیسے درآمدی کسٹم، ایکسائز ڈیوٹی ...
محصول چونگی۔ ان ٹیکسوں کی ادائیگی کے بعد صاحب مال ٹیکس کے ادا شدہ رقم مال کی ...
میں ضم کر دیتا ہے جس کا بوجھ صارفین برداشت کرتے ہیں۔ اسلئے ماہرین فن اور علماء کرا...
ایک کمیٹی ہونی چاہئے جو موجودہ نظام ٹیکسیشن کا قرآن و حدیث اور فقہاء کرام کے اقوال ...
روشنی میں جائزہ لے کر جائز اور ناجائز ٹیکس کا فرق واضح کریں۔ حکومت تو ہر چیز اور ہر ...
ٹیکس عائد کرتی ہے۔ حالانکہ ٹیکس کا نفاذ صرف ضرورت کے تحت مالداروں پر بقدر ضرو...
ہونا چاہئے۔ لیکن واقعتاً" ایسا نہیں ہو رہا بلکہ ٹیکسوں کا سارا بار غریب عوام پر ہے۔ جس ...
وجہ سے لوگ پوچھتے ہیں کہ ٹیکس جائز ہے یا نہیں۔

چند ٹیکسوں کا تجزیہ :- (1) پراپرٹی (جائیداد) ٹیکس یہ ٹیکس گورنمنٹ بعض علاقوں ...
وصول کرتی ہے۔ پھر اس کو اس علاقہ کے مفاد میں خرچ کرتی ہے۔ مثلاً" روڈ، فٹ پا...
سٹریٹ لائٹ، گٹر لائن پارک، گراونڈ اور سکول وغیرہ کی تعمیر۔ ایسے علاقوں کی طرف حکوم...
گیس، بجلی، ٹیلی فون اور دیگر مراعات کی شکل میں بہت توجہ دیتی ہے۔ جس کی وجہ سے ا...
علاقہ کی اہمیت اور قیمت بہت بڑھ جاتی ہے۔ زمین کی قیمت اور مکان کے کرایہ میں اضافہ ہ...
شروع ہو جاتا ہے۔ اس طرح جائیداد کے مالک کو بہت نفع ملتا ہے۔ مثال کے طور پر اسلا...

Scanned with CamScanner

ایک کنال زمین کی قیمت کروڑوں تک پہنچ گئی۔ بعض علاقات کا کرایہ لاکھوں تک
وجہ جو آدمی ایسے علاقوں میں زمین اور مکان خرید کر دولت کما سکتا ہے تو ٹیکس
ہے ان لوگوں سے گورنمنٹ اگر ٹیکس وصول کرے تو معقول بات ہے [illegible]
اس علاقہ کے مفاد میں خرچ کرے۔ جس طرح ایک آدمی اپنی ذاتی دولت کو اپنے
کے لئے خرچ کرتا ہے۔ اس طرح گورنمنٹ اشیاء سے یا اپنی ٹیکس کی شکل میں
لوگوں کے اجتماعی مفاد میں خرچ کرکے ان کے لئے سہولت پیدا کرتی ہے۔

کا ٹیکس :- ایک آدمی نے بس، ٹرک یا کار خریدی ان گاڑیوں کے لئے ڈرائیور،
چوکیدار اور گیراج وغیرہ کے بندوبست میں اٹھنے والے تمام اخراجات برداشت کرتا
کو پتہ ہے کہ یہ تمام خرچ ان گاڑیوں کے لوازمات میں سے ہیں۔ اس طرح ان
کے چلنے اور دوڑنے کے لئے سڑک کی بھی ضرورت ہے۔ لیکن روڈ کا بندوبست جو
یہ انہیں کرسکتا۔ بلکہ حکومت ان کو روڈ بنا کر دے گی۔ اسکے لئے حکومت گاڑیوں
سے ٹیکس وصول کرکے روڈ کی تعمیر یا مرمت خود کرے گی حضرت عمرؓ کا فرمان ہے لو
لبعتم اولادکم (ھدایہ ج 4/487) اگر تم اپنے اختیار پر چھوڑ دیے جاؤ تو
فروخت کرڈالو۔ یعنی بعض مصلحتیں خود قائم کرنے کی اجازت نہیں۔

ٹیکس :- (IMPORT TAX) درآمدی پر کسٹم ڈیوٹی عائد ہوتی ہے۔ بلحاظ وزن یا
۔ بعض چیزیں اس سے مستثنیٰ ہیں۔ پھر بھی وہ اشیاء جن پر کسٹم ڈیوٹی لگتی ہے جیسے
چینی، تمباکو، مصنوعی دھاگہ اور چھالیہ وغیرہ ان کی قیمتیں اس ٹیکس کی وجہ سے بڑھ
۔ جن کا سارا بوجھ صارفین برداشت کرتے ہیں۔ اسلئے کہ تاجر ان تمام خرچوں کو
قیمت کے ساتھ ضم کرتے ہیں۔

ڈیوٹی :- (EXCISE DUTY) ملک میں تیار ہونے والی اشیاء پر مرکزی حکومت یہ
عائد کرتی ہے۔ ان اشیاء میں سگریٹ، چینی، بناسپتی گھی، صابن، کپڑا، اون، سیمنٹ،
کھادیں، بجلی کے بلب اور مشینری شامل ہے۔ مالک یہ ٹیکس اشیاء کی قیمت میں ضم
۔ جس کا بار بالآخر صارفین پر پڑتا ہے۔

ٹیکس :- (SALES TAX) بکری ٹیکس، ملکی اور درآمدی اشیاء پر لگتا ہے۔ یہ بھی
ٹیکس ہے۔ جس کا بار صارفین ہی پر پڑتا ہے۔ ان کمرشل اداروں کی بجلی گیس اور

ٹیلی فون بل کا خرچہ بہ نسبت نجی بلوں کے زیادہ ہے۔ یہ تمام خرچے مالکان اشیاء کی
جمع کرتے ہیں۔ حکوت کی طرف سے مالکان کو سوائے سودی قرضہ کے کوئی نفع
نہیں۔ نہ کسی قسم کا نفع ملتا ہے۔
چونگی ٹیکس :۔ محصول چونگی، راہ داری اور ضلعی ٹیکس تو بالکل ظالمانہ ٹیکس معلوم
ہیں کیونکہ ان ٹیکسوں کی وصولی کے لئے معقول وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ اس میں ا
غریب کی بھی تمیز نہیں۔ مال تھوڑا ہو یا زیادہ لیکن چونگی اور ضلعی ٹیکس وغیرہ ضرو
کریں گے۔ ایک غریب زمیندار کے ساتھ سبزی کی معمولی گٹھری ہوتی ہے۔ اس
چونگی لی جاتی ہے۔ منڈی میں ایک آدمی ایک مرغی فروخت کرتا ہے، وہ بھی منڈی ٹ
گا' ایک ضرورت مند کوئی مویشی خرید لے تو فیصد کے حساب سے منڈی ٹیکس ادا ک
ایسی چونگیاں ضرور ختم کرنی چاہئیں تاکہ غریب عوام کو اس عذاب سے نجات مل سکے
عبدالعزیز نے چونگی ساری مملکت سے معاف کردی اور عمال کو لکھا کہ وہ نجس ہے
دعوت وعزیمت ج 50/1)

قاضی ابی یعلی حنبلی فرماتے ہیں۔ فاما اعشار الاموال المنتقلة
دارالاسلام من بلدالی بلد فمحرمة لایبیحها الشرع ولا یس
اجتهاد ولا ہی من سیاسیات العدلی وقلما تکون الا فی ا
الجائرة ولذلک قال رسول الله لا یدخل الجنة صاحب مکس
لفظ آخر ان صاحب المکس فی النار یعنی العاشر وفی لفظ
اذا لقیتم عاشرا فاقتلوه (الاحکامه السلطانیه ص 246)

ایک شہر سے دوسرے شہر مال لے جاتے وقت لوکل ٹیکس شریعت' اجتہاد' اور عادلانہ
کے منافی ہے۔ اس کا نفاذ ان شہروں میں ہوتا ہے جہاں ظلم ہو' حضورؐ کا فرمان ہے
وصول کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا چونگی والا آگ میں ہوگا۔ جب تم عاشر چونگی
سے ملو تو اس کو قتل کر دو کتنی سخت وعید ہے۔
انکم ٹیکس :۔ تنخواہ دار طبقے کی تنخواہ کی وصولی سے قبل لیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ تو ا
محنت کی اجرت تھی۔ اجرت کی ادائیگی سے قبل وصولی ظلم ہے معاہدے کے تحت اول
کی اپنی محنت کی اجرت ملنی چاہئے۔

Scanned with CamScanner

بکس چوری کی وجہ :- یورپ میں لوگ اپنی آمدنیوں کی نصف رقم اکم ٹیکس میں دیتے
ں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اگر کچھ دے رہے ہیں تو کچھ لے بھی رہے ہیں لیکن یہاں
عاملہ برعکس ہے۔ یہاں صرف دینا پڑتا ہے پورا ملک کرپٹ ہے شاید دنیا کے کسی ملک میں
نی کرپشن' اسراف اور عیاشی ہو۔ یوں تو تقریباً" ہر شخص ملک و قوم کی دولت لوٹنے کے
رپے ہے الاماشاء اللہ نیک وہی ہے جس کا بس نہیں چلتا۔ بعض طبقات تو سرکاری خزانے کو
خوف و خطر بغیر ڈکار لئے ہضم کر رہے ہیں۔ ارکان دولت و ممبران قومی و صوبائی اسمبلی اور
ورو کریٹ (نوکر شاہی) ان میں سب سے آگے اور سرفہرست ہیں۔ وزراء اور ممبران اسمبلی
تو بدلتے رہتے ہیں لیکن بیوروکریٹ جن کے ہاتھوں میں حقیقتاً" ملک کی باگ دوڑ ہوتی ہے
ویل عرصہ تک ملک کی ہر شیئی کو دیمک کی طرح چاٹتے رہتے ہیں۔ یہ لوگ ملکی دولت
و مراعات اسراف' عیاشی اور خوردبرد کی شکل میں کھا رہے ہیں۔ ایک اخباری رپورٹ کے
طابق ایک وفاقی وزیر پر سالانہ بیس لاکھ اور صوبائی وزیر پر بارہ لاکھ روپے سے زیادہ خرچ اٹھتا
ہے۔ ان کے علاج معالجے پر کروڑوں روپیہ خرچ ہوتا ہے' لمبی لمبی اعلیٰ اور قیمتی گاڑیوں'
یمتی قالین و فرنیچر اور پر شکوہ عالیشان عمارتوں اور کوٹھیوں کی کیا ضرورت ہے۔ عام مکانات کی
رہائش اور سوزوکی کار کی سواری میں ان کو کیا تکلیف ہوتی ہے قیمتی قالینوں پر جوتوں سمیت
پھرنے میں ان کو کیا مزہ آتا ہے۔ گاڑیوں کے پیٹرول کا خرچ حکومت برداشت کرتی ہے۔ پولو
کھیلنے کے لئے چالیس پچاس ہزار میں ایک گھوڑا خریدا جاتا ہے۔ ہر گھوڑے کے ساتھ ایک
(TRAINER) گھوڑا سدھانے والا ہوتا ہے۔ کیا ہمارا غریب ملک ان شہ خرچیوں کو برداشت
کر سکتا ہے۔ ان بے اعتدالیوں کو دیکھ کر کوئی بھی ٹیکس دینے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔
ٹیکسوں کی رقوم کو اڑانے والے خود ٹیکس نادھندگان ہیں۔ ان کو معلوم ہے کہ ٹیکس اگر ادا کیا
تو کہاں خرچ ہوگا۔

تجاویز :- ٹیکس چونکہ مفاد عامہ کے لئے صرف مالداروں پر بوقت ضرورت بقدر ضرورت عائد
کیا جاتا ہے۔ کیونکہ ٹیکس تو دراصل حالات کا نتیجہ ہے مقاصد شریعت کی رعایت کے لئے
عائد کئے جاتے ہیں۔ لیکن موجودہ حکومتیں حالات اور مقاصد شریعت کو نہیں دیکھتیں۔ بلکہ ہر
شخص اور ہر چیز پر ٹیکس عائد کرتی ہیں۔ جس کے بڑے برے اثرات دیکھنے میں آتے ہیں۔
علامہ ابن خلدون نے نظام ٹیکسیشن کے توازن عدم توازن اور نتائج پر بڑی فاضلانہ بحث کی

Scanned with CamScanner

[illegible]

ٹیکس عائد کر دیا۔

[illegible] ابن خلدون فرماتے ہیں: ولا [illegible]
بتدریج الی ان تضمحل وقد کان وقع منه بامصار المشرق في
آخریات الدولة العباسیة والعبیدیة کثیر و فرضت المغارم
على الحاج في الموسم واسقط صلاح الدين ايوب تلك الرسوم
جملة و اعاضها بآثار الخير وكذلك بالاندلس لعهد الطوائف
حتى محى رسمه يوسف بن تاشفين امير المرابطين (مقدمہ ابن خلدون
ص 281) یعنی ٹیکس کی زیادتی کے ساتھ حکومت کمزور ہوتی چلی جاتی ہے۔ چنانچہ
مشرق میں عباسیوں اور عبیدیوں کے آخری دور حکومت میں تمام رعایا پر ٹیکس لگ گئے یہاں
تک کہ حجاج پر بھی ٹیکس عائد کیا۔ صلاح الدین ایوبی نے ان ٹیکسوں کو ختم کر دیا اور اس کے
عوض اور فلاحی کام کئے اندلس میں طوائف الملوکی کے دور میں بھی ٹیکس لگا۔ یوسف بن
تاشفین امیر المرابطین نے اس رسم کو مٹا دیا۔

اسلئے ایسا نظام وضع کیا جائے کہ غریب عوام پر اس کا اثر نہ پڑے۔ ہمارے ملک میں عملاً ایسا
نہیں ہو رہا سرکاری خزانے میں زیادہ رقم غریب عوام کے خون پسینے کی کمائی ہے۔ زکوٰۃ کا صحیح
نظام رائج کر کے اسراف' عیاشی اور مراعات کا قلع قمع کیا جائے۔ ڈاریکٹ ٹیکس لگا کر ان
ڈاریکٹ ٹیکس کو ختم کیا جائے۔ پوری دنیا کے اندر یہی نظام ہے۔ ہمارے یہاں ڈاریکٹ ٹیکس
والے صرف 17 فیصد ہیں۔ جبکہ ان ڈاریکٹ (بالواسطہ) ٹیکس دینے والے 83 فیصد ہیں۔
بلاواسطہ ٹیکس کے نفاذ سے غریب عوام پر اثر نہیں پڑتا۔ یورپ سے اقتصادیات میں بڑی بڑی
ڈگریاں حاصل کرنے والوں کو آپس میں سرجوڑ کر بیٹھنا چاہئے تاکہ مسئلہ حل ہو جائے۔
[illegible]لداروں کو اچھی طرح سمجھا کر بوقت ضرورت بقدر ضرورت رقم ٹیکس کی صورت میں برضا

Scanned with CamScanner

شرک کی حقیقت اور اقسام

دین اسلام کی بدیہی مسلمات کو دل سے ماننا اور زبان سے ان کا اقرار کرنا ایمان ہے۔ اور بدیہی مسلمات میں کسی ایک بات کے انکار کا نام کفر ہے۔ بس ایمان کی صرف یہی ایک صورت ہے۔ کہ دین کے تمام بدیہی مسلمات قلب و زبان سے مان لئے جائیں۔ اور کفر کی صورتیں بہت ہیں۔ لیکن دین کی بدیہیات میں سے اگر کسی ایک بات کا بھی انکار کر دیا جائے۔ خواہ بقیہ سب کا اقرار موجود رہے۔ تو بھی کفر عائد ہو جاتا ہے۔

یوں تو کفر کی ہر قسم انسانیت کے لئے سب سے بدنما داغ ہے۔ لیکن اس کی جو قسم سب سے بدتر ہے۔ وہ شرک ہے۔ (1) یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات' اس کی صفات اس کی عبادت اور اس کی حدود عظمت میں کسی اور کو شریک بنا لینا۔ قرآن و حدیث اس کا اعلان کرتے ہیں کہ قدرت نے ہر انسان کی فطرت شرک کی ہر قسم کی آلودگی سے پاک و صاف بنائی ہے۔ اس کو اس قسم کی نجاستوں سے ملوث کرنے کا مجرم یا تو وہ خود ہے۔ یا اس کے والدین ہیں۔ (2) پروردگار عالم نے تخلیق عالم سے پہلے یہ طے کر دیا ہے۔ کہ اس کی بارگاہ میں ہر کوتاہی و لغزش قابل معافی ہو سکتی ہے۔ مگر کفر و شرک کا جرم ہرگز قابل معافی نہیں ہوگا۔ اس کی سزا اس کو ضرور بھگتنی ہوگی۔ اور جنت میں اس کے لئے کوئی جگہ نہ ہوگی۔ جیسا کہ ذیل کی چند آیات کریمہ سے واضح ہے۔

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر مادون ذلک لمن یشاء (3)

"بے شک اللہ اس کو نہیں بخشتا جو کسی کو اس کا شریک بنائے۔ اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دے"۔

(2) ان من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ و ماوٰہ النار (4)

"بے شک جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا۔ سو اللہ نے اس پر جنت حرام کی۔ اور اس کا ٹھکانا

دوزخ ہے"۔

شرک حق تعالیٰ پر سب سے بڑا افتراء سب سے بڑھ کر بے دلیل بات اور نفس انسانی کے ایک ابدی موت ہے۔ جو روح قالب انسانی جیسے اشرف قالب میں بھی شرک کرنے نہیں شرمائی۔ وہ اس قابل نہیں ہے۔ کہ قفس عنصری سے آزادی کے بعد اس کو کوئی میسر ہو۔

لاتفتح لهم ابواب السماء ولایدخلون الجنة حتے یلج الجمل فی سم الخیاط○ (5)

اب وہ ذلتوں کی تاریک گہرائیوں میں ہمیشہ ہمیشہ گرتی ہی چلی جائے گی۔

اس لئے قرآن عزیز میں مشرک کی مثال ان الفاظ میں بیان فرمائی گئی ہے۔

ومن یشرک باللہ فکانما خر من السماء فتخطفه الطیر اوتهوی به الریح فی مکان سحیق○ (6)

"اور جس شخص نے اللہ کے ساتھ شرک کیا۔ تو اس کا حال ایسا ہے کہ جیسے وہ آسمان سے گر پڑا۔ پھر اس کو گوشت خوار پرندوں نے یا تو اچک لیا یا اس کو ہوا نے کسی دور دراز مقام پر لے جا پھینکا"۔

شرک انسانی فطرت سے سعادت کا تخم جڑ سے فنا کر دیتا ہے۔ اور اس کی روحانی ترقی کی استعدادیں باطل کر دیتا ہے۔ شدہ شدہ اس کی فطرت کا یہ استعدادی فقدان اس کے حواس ظاہرہ کو بھی اتنا متاثر کر دیتا ہے۔ کہ وہ پوری صحت اور سلامتی کے باوجود اپنے فطری احکام سے یکسر معریٰ اور معطل ہو کر رہ جاتے ہیں۔ اسی کو قرآن کریم نے یوں ادا فرمایا ہے۔

لهم قلوب لایفقهون بها ولهم اعین لایبصرون بها ولهم اذان لایسمعون بها اولئک کالانعام بل هم اضل○ (7)

"ان کے دل ہیں کہ ان سے سمجھتے نہیں۔ اور آنکھیں ہیں کہ ان سے دیکھتے نہیں اور کان ہیں کہ ان سے سنتے نہیں۔ وہ ایسے ہیں چوپائے بلکہ ان سے بھی گمراہی میں زیادہ ہیں"۔

چونکہ اس کے حواس ظاہرہ کا یہ تعطل ان کے قلبی استعداد کے فقدان سے شروع ہوتا ہے اسی لئے آیت بالا میں سب سے پہلے ان کی قلبی موت اور قلبی بے حسی کو ذکر کیا گیا ہے جب کسی کے ظاہری اور باطنی حواس اس طور پر معطل ہو جاتے ہیں۔ تو اب اس سے

قدس کی طرف طیران کی کوئی توقع باقی نہیں رہتی۔ اسی کو ختم اور قلبی مہر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اسی حقیقت کو ذیل کی آیت کریمہ میں ادا فرمایا گیا ہے۔

صم بکم عمی فھم لا یرجعون○ (8)

بہرے گونگے اندھے ہیں۔ سو وہ نہیں لوٹیں گے۔

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب (م 1232ھ) تحریر فرماتے ہیں۔

"اگر راہ گیر کے کان ہوں تو وہ کسی کے بتائے سے راستہ پر آسکتا ہے۔ اگر منہ میں زبان ہو تو وہ از خود پوچھ سکتا ہے۔ اور اگر اس کی آنکھیں ہوں۔ تو خود راستہ دیکھ بھی سکتا ہے۔ لیکن جس کے یہ تمام حواس بیکار ہوچکے ہوں۔ اس کے لئے راہ یاب ہونے کی کیا صورت ہے۔ اس کے لئے تو یہی ایک صورت ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے اسفل السافلین میں جاپڑے۔ اور ان حیوانات سے بھی نیچے کے طبقے میں چلا جائے۔ جن کے حواس اپنے آقا کی شناخت میں اس درجہ تو معطل نہیں ہوتے"۔ (9)

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ (م 891ھ) نے شرک پر ایک بسیط مقالہ سپرد قلم کیا ہے۔ مختصر الفاظ میں اس کا خلاصہ یہ ہے کہ۔

شرک کی اصل حقیقت' کسی مخلوق کو خالق کے مشابہ بنا دینا یا اپنے نفس کو خالق کے مشابہ سمجھ لینا ہے۔ یہ مشابہت ان صفات کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ جو خدائے قدوس کی خصوصیات میں شمار ہوتی ہیں۔ مثلاً" اس کی ایک خصوصیت یہ ہے۔ کہ نفع و نقصان اور عطاء و منع کا مالک وہی ہے۔ اس خصوصیت کو قرآن کریم میں جگہ جگہ نمایاں کیا گیا ہے۔ اور مشرکین کو یہی الزام دیا گیا ہے۔ کہ جب تمہارے معبود اس خصوصیت کے حامل نہیں۔ تو تم نے کیوں کر ان کو خدا کا شریک تسلیم کرلیا ہے۔

ارشاد ربانی ہے

قل اتعبدون من دون اللہ ما لا یملک لکم ضرا ولا نفعا○ (10)

آپ فرما دیجئے کو کیا تم اللہ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کرتے ہو۔ جو تمہارے ضرر اور نفع کا اختیار نہیں رکھتے۔

قل ادعوا الذین زعمتم من دونہ فلا یملکون کشف الضر عنکم ولا تحویلا○ (11)

Scanned with CamScanner

"آپ ان کافروں سے فرمائیے کہ تم جن کو خدا کے سوا معبود سمجھ بیٹھے ہو۔ ذرا ان کو بلاؤ
تو۔ وہ فرضی معبود نہ تم سے کسی تکلیف کو دور کر دینے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ اس کو
بدلنے کا اختیار ان کو حاصل ہے"۔

قل اللہ ینجیکم منھا ومن کل کرب ثم انتم تشرکون ○ (12)

"آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی تم کو ان تاریکیوں سے بلکہ ہر بے چینی سے نجات دیتا ہے"۔
ان آیات کریمہ بالا سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس صفت کا تقاضا یہ ہے کہ مصیبتوں میں اسی کو
پکارا جائے۔ خوف و رجا کا تعلق اسی کی ذات کے ساتھ رکھا جائے۔ اور اسی کی ایک ذات
وحدہ لاشریک پر بھروسہ کیا جائے۔

حق تعالیٰ کی ایک اور خصوصی صفت اس کے سامنے اظہار بندگی بھی ہے۔ عبودیت اور بندگی
کی حقیقت دو چیزیں ہیں۔ انتہائی محبت اور انتہائی عجز و نیاز۔ اس صفت کا تقاضا یہ ہے کہ
اسی کو سجدہ کیا جائے۔ اسی کے نام کی قسم کھائی جائے۔ اور اسی کی ذات پر بھروسہ کیا جائے۔
اصل حقیقت یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر پہلو سے کامل ہی کامل ہے۔ اور اس میں کمی
و نقصان کا کوئی شائبہ نہیں۔ اسی لئے انتہائی محبت اور انتہائی عجز و نیاز بھی اس کا حق ہونا
ہے۔ اسی کا نام عبادت ہے۔ نہ اس کمال میں اس کا کوئی شریک ہے۔ نہ عبادت میں اس کا
کوئی اور شریک ہونا چاہیے۔ اب اگر کوئی شخص مذکورہ بالا امور میں کسی مخلوق کو اس کا شریک
ٹھہراتا ہے۔ تو اس کے معنی یہی ہونگے۔ کہ وہ اس میں اس کی الوہیت کی صفت بھی تسلیم
کرتا ہے۔ شرک کی یہ صورت تو مخلوق کو خالق کے مشابہ بنانے کی ہے۔ اب خود خالق کے
مشابہ بننے کی صورت یہ ہے کہ غرور و تکبر کی وجہ سے لوگوں سے اپنی مدح سرائی کا طلب گار
رہے۔ اس کا خواہش مند ہو۔ کہ وہ اس سے خوف کھائیں۔ اس سے امیدیں وابستہ رکھیں
اور اسی کو مشکلات میں اپنا مرجع و ماویٰ سمجھیں۔ یہ تو خاص الوہیت کی خصوصیات میں تشبیہ یا
تشبہ کی صورتیں ہیں۔ حق تعالیٰ کی بارگاہ بلند میں تو رسمی تشبیہ کی بھی اجازت نہیں ہے۔
اسی بناء پر احادیث مبارکہ میں ملک الاملاک (شہنشاہ) نام رکھنے کی ممانعت کی گئی ہے"۔ (13)

شرک کی انواع و اقسام اور عالم کے مختلف فرقوں پر تفصیلی نظر ڈالنے سے زیر نظر مضمون
بہت طویل ہو جائے گا۔ اس لئے یہاں صرف اس مختصر بیان پر اکتفاء کی جاتی ہے جو شاہ
عبدالعزیز (م 1239ھ) نے اپنی تفسیر میں تحریر فرمایا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ مشرکین

عالم کے مشہور فرقے یہ ہیں۔

(1) ثنویہ

(2) صابئیہ

(3) ہنود

ثنویہ:۔ یہ دو خالق مانتا تھا۔ ایک خیر کا خالق دوسرا شر کا۔ اس کے سوا کوئی فرقہ حق تعالیٰ کی ذات میں شرکت کا قائل نہ تھا۔ البتہ شرک کی اور بہت سی مختلف صورتوں میں گرفتار تھا۔ (14)

صابئیہ:۔ ان کا عقیدہ تھا۔ کہ حق تعالیٰ کی خاص صفات جیسے صفت وجوب، قدرت اور علم میں اگرچہ اس کا کوئی شریک و سہیم نہیں۔ مگر چونکہ اسی نے عالم کا نظم و نسق ارواح کواکب کے حوالے کر دیا ہے۔ اسی لئے تعظیم و تکریم اور عبودیت و نیاز کے جتنے آداب ہیں۔ وہ سب ان ہی کے سامنے ادا کرنے چاہئیں۔ (15)

اس فرقے کے متعلق حافظ ابن تیمیہ (م 728ھ) تحریر فرماتے ہیں کہ "یہ گروہ کواکب اور ملائکہ کی عبادت میں مبتلا تھا۔ اور انہوں نے ان کا نام عقول اور نفوس رکھا تھا۔ اور خالق اور مخلوق کے مابین ان کو ایک واسطہ تصور کرتا تھا۔ ان کے مقابلہ میں ملت حنیفیہ تھی۔ جس میں حق تعالیٰ کی عبادت میں واسطہ کسی کو بھی نہیں بنایا جاتا۔ نہ کسی ملک کو نہ کسی بشر کو اور نہ کسی کی روحانیت کو۔ یہاں اگر رسولوں کا واسطہ ہوتا ہے۔ تو صرف حق تعالیٰ کے امرونہی پہنچانے کے لئے ہوتا ہے۔ نہ کہ اس کی عبادت کے لئے۔ رسول کی مثال ایسی ہوتی ہے۔ جیسے نماز کے امام کی یا حاجی کے ساتھ مسئلہ بتانے والے معلم کی۔ جیسا معلم حاجی کو صرف احکام حج بتاتا چلتا ہے۔ ایسا ہی رسول بھی صرف حق تعالیٰ کی عبادت کے طریقوں کی تعلیم کرتا ہے۔ حاجی کا معلم ہو یا نماز کا امام دونوں حق تعالیٰ کی عبادت میں قطعاً" واسطہ نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ خود بھی اور لوگوں کے ساتھ حق تعالیٰ کی بلاواسطہ عبادت کرنے میں شریک ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس صابئین عبادت ہی میں روحانیات کا واسطہ تعلیم کرتے ہیں۔ (16)

ہنود:۔ ان میں جو فرقہ ذرا ترقی یافتہ تھا۔ اس کا عقیدہ یہ تھا۔ کہ مدبر عالم درحقیقت حسین و جمیل روحانیت نہیں۔ چونکہ وہ ہمیں آنکھوں سے نظر تو آتی نہیں۔ اس لئے ہم پر لازم ہے۔ کہ ہم ان کے نام کے سونے اور چاندی کے خوبصورت خوبصورت بت تراش کر ان کے

Scanned with CamScanner

سامنے آداب عبودیت بجا لائیں۔ تاکہ ان کا تقرب حاصل ہو۔ اور وہ ہم سے خوش
ہمارے کاموں میں ہماری مدد کیا کریں۔

دوسرا فرقہ جو ان میں ذرا جاہل ہے۔ اس کا خیال یہ ہے۔ کہ حق تعالیٰ کی ذات پاک
اپنی برتری و تجرد کی وجہ سے ہماری عبادت سے مستغنی اور بے نیاز ہے۔ اب اس کی
کی یہی ایک صورت ہو سکتی ہے۔ کہ اس کی مخلوق میں سے کسی کو ہم اپنا قبلہ توجہ بنا
لہٰذا حیوانات' نباتات اور جمادات میں بھی انہیں آثار عجیبہ اور خواص غریبہ کا حامل نظر آیا
اسی کو انہوں نے اپنی عبادت کا قبلہ توجہ مقرر کرلیا۔ جیسے دریا گنگا یا تلسی کا درخت یا طاؤس
وغیرہ۔

ایک فرقے کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ حق تعالیٰ کے مقدس و بزرگ بندے سے ریاضات و مجاہدات
کے بعد جب منازل قرب طے کر لیتے ہیں۔ تو وفات کے بعد ان کی ارواح کو ایسی وسعت اور
قدرت حاصل ہو جاتی ہے۔ کہ وہ ہر جگہ حاضر و ناظر بن جاتے ہیں۔ اور عالم میں پورے
پورے تصرف کے مالک ہو جاتے ہیں۔ اس لئے وفات کے بعد ان کی خوشنودی کے لئے ان
کی تعظیم و تکریم کرنی چاہئے۔ اور ان کو سجدہ کرنا چاہئے۔ تاکہ وہ ہم سے خوش رہیں۔ اور
دین و دنیا میں ہماری امداد کریں۔ یہ فرقے توحید کے قائل ہو کر خدائی تصرفات اور خدا کی
صفات میں دوسروں کو شریک کیا کرتے تھے۔ (17)

چنانچہ قرآن کریم میں ہے۔

ولئن سالتھم من خلق السمٰوت والارض وسخر الشمس والقمر
لیقولن اللّٰہ○ (18)

"اور اے پیغمبر اگر آپ ان کافروں سے دریافت کریں۔ کہ وہ کون ہے۔ جس نے آسمانوں کو
اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ اور جس نے سورج اور چاند کو مسخر کر رکھا ہے۔ تو وہ لوگ یہی
جواب دیں گے۔ کہ وہ اللہ ہے"۔

ایک اور مقام پر ارشاد ربانی ہے۔

ولئن سالتھم من نزل من السماء ماء فاحیاء بہ الارض من بعد موتھا
لیقولن اللہ۔ (19)

اور اگر آپ ان کفار سے دریافت کریں کہ وہ کون ہے۔ جس نے آسمان کی جانب سے پانی

پھر اس پانی سے زمین کو اس کے خشک ہونے کے پیچھے زندہ اور تر و تازہ کر دیا۔ تو وہ لوگ
دیں گے۔ کہ وہ اللہ ہی ہے"۔

مضمون کی آیات قرآن کریم میں متعدد جگہ موجود ہیں۔ ان میں کفار کو یہی الزام دیا گیا
کہ جب خالق کی اصل صفات تمہارے نزدیک بھی ایک ہی ذات میں منحصر ہیں۔ تو پھر
یت اور خالقیت کے حقوق میں دوسروں کو کیسے شریک کرتے ہو۔

کریم میں جو بات بہت صاف صاف اور بار بار دہرائی گئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ
نفع و نقصان پہنچانے کی طاقت اور کسی میں نہیں اس کی مالک صرف اللہ تعالیٰ ہی کی
ک ہے۔ یہ طاقت نہ کسی دوسرے میں بالذات موجود ہے۔ اور نہ اپنی جانب سے حق
نے کسی اور مخلوق کے حوالہ کی ہے۔ حتیٰ کہ دنیا میں سب سے بزرگ ہستیاں انبیاء
اسلام کی ہوتی ہیں۔ پھر ان میں سب سے بزرگ تر ہستی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ہے۔ مگر یہ طاقت یہ قدرت آپؐ کو اپنے جان و مال کے بارے میں بھی عطا نہیں کی گئی۔
پؐ کو یہ حکم دیا گیا کہ آپ اس بارے میں اپنے عجز کا دنیا کے سامنے صاف صاف اعلان
یں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لا املک لنفسی نفعاً" ولا ضرا الا ماشاء اللہ

فرما دیجئے کہ میں خود اپنی ذات کے لئے نہ کسی نفع کا اختیار رکھتا ہوں نہ کسی ضرر کا
اللہ چاہتا ہے"۔

یہ ہے کہ انسان کی فطرت میں حق تعالیٰ کی غیب در غیب ذات کی طرف اگر کوئی میلان
اب پیدا ہوتا ہے۔ تو وہ صرف اسی لئے کہ اس کے نزدیک اس کے نفع و نقصان کا رشتہ
کی قادر و توانا ذات کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور اگر اس کے اس اعتقاد میں ضعف پیدا
ہے۔ تو اس کا یہ میلان بھی ختم ہو جاتا ہے۔ اور وہ بندۂ خدا ہونے کی بجائے بندۂ بندۂ
بن جاتا ہے۔ اس کی زبان پر اگر ذکر ہوتا ہے۔ تو اسباب کا۔ اس کا قلب میں اگر
ہوتی ہے۔ تو ان ہی کی، خوف ہوتا ہے تو ان ہی سے۔ حتیٰ کہ اس کے جملہ عواطف و
ت کا مرکز یہی اسباب بن جاتے ہیں۔ اور شدہ شدہ نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ نفع
سان کے اصلی مالک سے اس کو ایسا ذہول ہو جاتا ہے۔ کہ اس کے تذکرہ سے بھی اسے
لگاؤ نہیں رہتا۔ بلکہ اور انقباض ہونے لگتا ہے۔ جو کیف اور جو ذوق اس کو غیراللہ

کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ وہ غیر اللہ میں محبت ایسی ہو کہ اس
اور وہ پکارا جاتا ہے۔ اس کے مقام عظیم سے حق تعالیٰ کی واجب کردہ
کی آیات کریمہ میں اسی طرف اشارہ ہے۔

ومن الناس من یتخذ من دون اللہ اندادا یحبونھم کحب اللہ
آمنوا اشد حبا للہ○ (21)

"اور بعض لوگ ایسے ہیں۔ جنہوں نے خدا تعالیٰ کے علاوہ اس کے شریک ٹھہرا
ہیں۔ وہ ان سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی اللہ سے محبت ہونی واجب ہے"۔

واذا ذکر اللہ وحدہ اشمأزت قلوب الذین لا یؤمنون بالاخرۃ○

"اور جب ایک اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ تو جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے۔ ان
نفرت کرتے ہیں"۔

وجعلوا للہ مما ذرا من الحرث والانعام نصیبا" فقالوا ھذا للہ بز
وھذا لشرکائنا فما کان اللہ فھو یصل الی شرکائھم وما کان ل
کائھم فلا یصل الی اللہ○ (22)

"اور اللہ کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور مویشیوں میں سے ایک حصہ اس کے لئے مقرر کر
اور اپنے خیال کے مطابق کہتے ہیں کہ یہ اللہ کا حصہ ہے اور یہ ہمارے شریکوں کا ہے
حصہ ان کے شریکوں کا ہے وہ اللہ کی طرف نہیں جاسکتا"۔

اسفل السافلین اسی دلدل شرک کا نام ہے۔ جو ضلالت کی اس کھائی میں جا پڑتا ہے۔ وہ ا
المخلوقات نہیں رہتا بلکہ سب سے رذیل تر مخلوق بن جاتا ہے۔ سورۃ التین میں
کے اس سوء انجام کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

خلاصہ یہ کہ عالم میں ایسے نادان فرقے بہت ہی شاذ و نادر گزرے ہیں۔ جو شرک فی الذ
کے قائل ہوں۔ اکثر فرقے عبادت ہی میں شرک کیا کرتے تھے۔ اور اس گمراہی میں
تک تجاوز کر گئے تھے۔ کہ ان کے نزدیک معبود حقیقی کا نمبر باطل معبودوں سے بھی نیچے گر
تھا۔ اس تمام گمراہی کی بنیاد صرف یہی تھی۔ کہ ان کے عقیدے میں ان کے نفع و نقصان
رشتہ غیر اللہ کے ساتھ قائم ہو گیا تھا۔ اسی لئے انبیا علیہم السلام کی دعوت کا اصل مرکز
شرک فی العبادۃ کی تردید ٹھہر گیا تھا۔

Scanned with CamScanner

رسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیه انه لا اله الا انا فاعبدون

"اے پیغمبر ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول ایسا نہیں بھیجا۔ کہ جس پر ہم نے وحی نازل نہ کی ہو کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ سو میری ہی عبادت کرو"۔

پہلا میں یہ بتایا گیا ہے کہ توحید الوہیۃ کا اصل منشاء توحید فی العبادۃ ہی کی تعلیم تھی۔ کی تعلیم امر مسلم ہونے کی وجہ سے اس وقت ایک تمہیدی چیز سمجھی گئی تھی۔ مشرکین اگرچہ بہت سے معبود تسلیم کرتے تھے۔ مگر صاحب تصرف ایک ہی کو مانتے تھے۔ جیسا ارشاد ہے۔

رکبوا فی الفلک دعوا اللہ مخلصین له الدین فلماء نجٰهم الی البر هم یشرکون۞ (25)

ترجمہ:۔ پھر جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں۔ تو خالص اعتقاد سے اللہ ہی کو پکارتے ہیں۔ پھر جب انہیں نجات دے کر خشکی کی طرف لے آتا ہے۔ فورا" ہی شرک کرنے لگتے ہیں"۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ قرآن کریم یا انبیاء علیہم السلام کی دعوت پر شرک فی الذات کی تردید شامل ہی نہ تھی۔ بلکہ مقصد یہ ہے۔ کہ ان کے کلا میں جس امر پر زیادہ زور دیا گیا تھا۔ شرک فی العباد کی تردید تھی۔ اسلام کے جملہ ابواب میں اور ہر باب کے جملہ فصول میں اس نکتہ کی ہر ہر جگہ رعایت ملحوظ رہی ہے۔ وہ بھی شرک فی العبادۃ ہے۔ اس کا راز یہ ہے کہ مخلوق کی پیدائش سے اصل مقصد توحید فی العبادۃ ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۞ (26)

"اور میں نے جن اور انسان کو اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کیا کریں"۔

اس لئے شیطانی طاقتیں ہمیشہ اس مقصد میں خلل اندازی کی فکر میں رہتی ہیں۔ اور اسی لئے انبیاء علیہم السلام کو بھی ہمیشہ اس مقابلہ کے لئے آنے چاہئیں۔ اور ان کی بساط شریعت بھی اتنی صاف ہونی چاہئے۔ کہ اس میں شرک فی العبادۃ کی کوئی ادنی سی شکن بھی پیدا ہونے کا امکان نہ رہے۔ چنانچہ ہر پیغمبر نے آکر یہی نعرہ لگایا ہے۔

یقوم اعبدالله مالکم من اله غیره

ترجمہ:۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔

Scanned with CamScanner

شرائع سماویہ میں سب سے کامل شریعت وہی ہونی چاہیے۔ جس کے حدود توحید سے مستحکم ہوں۔ اسی نکتہ کے پیش نظر اسلام نے ہر اس رگ کو جڑ سے کاٹ دیا ہے کفر و شرک کی ادنیٰ رمق بھی پیدا ہونے کا احتمال تھا۔ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں حد سے تجاوز کرنے کی بدولت شرک میں مبتلا ہوئے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ نے صرف اپنی ذات کے متعلق اطراء اور مبالغہ کلمات سے ہی نہیں روک دیا۔ بلکہ عام تعظیم کی بھی ایسی حد بندی فرما دی۔ کہ پھر اس راستہ سے کفر و شرک کا کوئی احتمال رہا۔

لا تطرونی کما اطرت النصاری المسیح ابن مریم○ (28)

"مجھے حد سے نہ بڑھانا۔ جس طرح عیسائیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کو حد سے تھا"۔

اسلامی توحید کی ان نزاکتوں کا اندازہ ذیل کی احادیث مبارکہ سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ شریف میں حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک دن کسی شخص نے آپ کے سامنے لفظ کہدیا۔ ماشاء اللہ و شئت (جو اللہ تعالیٰ چاہے اور آپ چاہیں) آپؐ نے فوراً" اس کو فرمایا اور ان الفاظ میں تنبیہ فرمائی۔ اجعلتنی للہ ندا و فی روایۃ عدا "کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرا دیا"۔ "قل ماشاء اللہ وحدہ"۔ (29) بس یوں کہہ جو اللہ وحدہ لاشریک کو منظور ہو گا وہی ہو کر رہے گا۔

بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعمیم کے الفاظ بھی استعمال فرمائے ہیں۔

لا تقولو ماشاء اللہ وشئت وشاء فلان، ولکن قولوا ماشاء اللہ وحدہ (30)

"یہ نہ کہا کرو۔ کہ جو اللہ تعالیٰ چاہے اور آپؐ اور فلاں چاہے گا۔ بلکہ یوں کہا کرو۔ جو اللہ تعالیٰ اکیلا چاہے گا"۔

حضرت عدی بن حاتمؓ فرماتے ہیں "تشهد رجل عندالنبی ﷺ فقال من یطع اللہ ورسولہ فقد رشد، ومن یعصہما فقد غوی، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکت فبئس الخطیب انت قل ومن یعص اللہ ورسولہ (31)

ارے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلامی توحید کی نزاکت اتنی بھی برداشت نہیں
کہ اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک کے ساتھ کسی مخلوق کے نام کی صرف مجازی اور لفظی
بھی گوارا کی جائے۔ اس لیے عام گفتگو میں بھی کسی کو یہ آزادی نہیں دی۔ کہ وہ
تعالیٰ کے اسم مبارک کو دوسرے ناموں کی طرح جس طرح چاہے زبان پر لے آئے۔ بلکہ
ی کی ہے۔ کہ اس کی ہستی کا نقش عظمت اس کے قلب میں اتنا گہرا ہونا چاہیے۔ کہ
ے سے بڑے شخص کے نام کے ساتھ اس کی تعبیری مساوات بھی گوارا نہ کر سکے۔

کی توحید سمجھنے کے لئے آیات بینات کے علاوہ اگر ان علمی گوشوں کو غور سے مطالعہ
جائے۔ تو ان کے عمق میں اصل مقصد وہی ایک درس توحید نظر آتا ہے۔ انسان کی
ہے۔ کہ وہ مسلسل ایک نوع کا عمل نہیں کرسکتا۔ اس کی طبیعت اکتا جاتی ہے۔ اس
شریعت نے اس کے لئے مختلف لذتوں کی مختلف عبادتیں مقرر فرما دی ہیں۔ لیکن ان
کا اصل مقصد وہی ایک نشہ توحید پیدا کرنا ہے۔ مثلاً" نماز جنازہ ایک قسم کی نماز ہی تو
اور اس ذات پاک کے لئے ہوتی ہے۔ جس کے لئے اور فرض نمازیں۔ مگر رکوع اور
جو نماز کی اصل روح ہے۔ وہ یہاں سے غائب ہیں۔ اس میں ایک حکمت یہ بھی ہو سکتی
کہ ایک جسد میت کو سامنے رکھ کر اس کی طرف رکوع و سجود کرنا شاید اسلام کی توحید
اشت نہیں کرتی۔ (32) خیر یہ تو انسان تھا۔ جس کو جاہل قومیں کبھی سجدہ کر بھی لیتی ہیں۔
ایک معمولی خشک لکڑی جس کو کوئی عبادت نہیں کرتا۔ اگر کھلے میدان میں بوقت نماز سترہ
لئے گاڑی دی جائے۔ تو اس کے متعلق بھی مقدس اسلام کی ہدایت یہ ہے۔ کہ وہ بھی
ک سامنے نہ ہونی چاہیے۔ بلکہ ذرا دائیں بائیں سمت مائل ہونی چاہیے۔ (33) اسی طرح
ع و غروب میں نماز سے ممانعت کی حکمت بھی یہی ہے۔ کہ یہ اوقات مشرکین کی عبادت
اوقات ہیں۔ اہل اسلام کی عبادت جہاں ان سے مقصد نیت اور اپنی ترتیب و صورت میں
متاز ہے۔ اسی طرح وقت میں بھی ممتاز رہنی چاہیے۔ (34)

حواشی

1- بخاری کتاب الادب باب عقوق الوالدین من الکبائر

بخاری کتاب الاستئذان باب من اتکا بین ید اصحابہ

بخاری کتاب الاستتابۃ والمعاندین باب قال اللہ تعالٰی ان الشرک لظلم عظیم

بخاری کتاب الدیات باب قول اللہ ومن احیاھا

بخاری کتاب الشہادات باب ماقیل فی شہادۃ الزور

مسلم کتاب الایمان باب بیان الکبائر واکبرھا

ترمذی ابواب البر و الصلۃ باب ماجاء فی عقوق الوالدین

مسند احمد ج 5 ص 36' 38' 413

2- بخاری کتاب الجمعہ باب ما قیل فی اولاد المشرکین

مسلم کتاب القدر باب معنی کل مولود یولد علی الفطرۃ

ابوداؤد کتب السنۃ باب فی ذراری المشرکین

مجمع الزوائد ج 7 ص 218

مسند حمیدی حدیث 1113

اتحارف اسادۃ المتقین ج 2 ص 218' ج 7 ص 233

مسند احمد ج 2 ص 233' 278' 282' 393' 410' 481

3- القرآن الکریم 48:4' 116 ترجمہ احمد علی لاہوری

4- ایضاً" - 72:5

5- ایضاً" - 40:7

6- ایضاً" - 31:22 ترجمہ احمد سعید دہلوی

7- ایضاً" - 179:7 ترجمہ احمد علی لاہوری

8- ایضاً" - 18:2

9- موضع القرآن سورۃ البقرۃ آیت 18

10- القرآن الکریم - 76:5 ترجمہ عاشق الٰہی بلند شہری

Scanned with CamScanner

ایضاً - 59:17 ترجمہ احمد سعید دہلوی

ایضاً - 94:6

جوب الکافی ص 182 - 184

الملل والنحل ج ا ص 244

سول جابلیت ص 10

کتاب الرد علی البکری ص 202

فتح العزیز تفسیر سورۃ الاخلاص

قرآن الکریم - 61:29 ترجمہ احمد سعید دہلوی

ایضاً" - 63:29

ایضاً" - 187:7

ایضاً" - 165:2 ترجمہ عاشق الٰہی بلند شہری

2- ایضاً" - 45:39 ترجمہ احمد علی لاہوری

2- ایضاً" - 136:6

24- ایضاً" - 25:21 احمد سعید دہلوی

25- ایضاً" - 65:29 ترجمہ احمد علی لاہوری

27- ایضاً" - 59:7

28- بخاری کتاب الانبیاء باب واذکر فی الکتاب مریم- مسند احمد ج 1 ص 23، 24، 47، 55، 60- الدارمی کتاب الرقاق

29- ادب المفروص 107- ابن سنی ص 214- مشکل الاثار ص 90- مسند احمد ج 1 ص 224، 283، 348

30- منحۃ المبعود فی ترتیب مسند الطیالسی، ابی داؤد کتاب توحید اللہ تعالٰی وعظمتہ

31- ایضاً"۔

32- المصالح العقلیۃ ص 134

33- الہدایۃ کتاب الصلوٰ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا۔

Scanned with CamScanner

بقیہ ص ۱۳

کے فتوے کے حوالے سے ہیرو بنا ہوا تھا' آج ہر عالمی پلیٹ فارم پر پسپائی اختیار کر
مجھے یقین ہے کہ وہ جلد ہی تحریری طور پر بھی لکھ کر دے دے گا کہ ہم باز آئے اس
سے!!" آگے چل کر سلمان رشدی نے اسلامی ممالک کا بین السطور تمسخر اڑائے
ہے۔ "میں نے جب امریکی صدر بل کلنٹن سے واشنگٹن میں وہائٹ ہاؤس میں ملا
تو حیرت انگیز بات یہ ہے کہ فوراً" بعد اسلامی ممالک کے رویئے میں نرمی آگئی"۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان نوجوانوں کا ایک ایسا سرفروش دستہ معرض عمل م
جائے جس میں تمام اسلامی ممالک کے چیدہ افراد شامل ہیں۔ اس دستے کی فقط یہی ذمہ
ہو کہ وہ گستاخان رسول اور قرآن و حدیث اور شریعت اسلامیہ کا مذاق اڑانے والوں
سرکوبی کرے اور علمی سطح پر محققین اور علماء کا ایک ایسا ادارہ تشکیل دیا جائے جو دلیل
منطق اور علم کے میدان میں مغربیوں کی دریدہ دہنی اور مفسد پروپیگنڈے کا جواب دینے
لئے ہمہ وقت تیار رہے۔

34- مسلم کتاب صلٰوۃ المسافرین وقصرھا باب الاوقات التی نھٰی ع
الصلٰوۃ فیھا۔

بقیہ ص ۳۴

رغبت حاصل کی جائے۔ ٹیکس دھندہ پر واضح کیا جائے کہ وہ غریب عوام کی مدد کر رہا ہے۔ ان
لداروں کو ثواب بھی ملے گا اور بقیہ رعایا کی دعائیں بھی ان کے ساتھ ہوں گی۔

Scanned with CamScanner